ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

4 تا 10 ذوالحجہ 1445ھ / 11 تا 17 جون 2024ء

قربانی کی اصل روح

ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن' مثلاً نماز کا ایک ظاہر ہے' یعنی قیام ہے' رکوع ہے' سجود ہے' قعدہ ہے۔ یہ ایک خول اور ڈھانچہ ہے۔ اس کا ایک باطن ہے' یعنی توجہ اور رجوع الی اللہ' خشوع وخضوع' بارگاہِ رب میں حضوری کا شعور وادراک' انابت' محبت الٰہی...... نماز کی اصل روح اور جان تو یہی چیزیں ہیں۔ اس طرح جانور کو ذبح کرنا اور قربانی دینا ایک ظاہری عمل ہے۔ یہ ایک خول ہے۔ اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ ''تقویٰ'' ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کی سورۃ الحج میں قربانی کے حکم کے ساتھ (آیت: 37 میں) متنبہ کر دیا گیا کہ:

''اللہ تک نہیں پہنچتا ان قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون' ہاں اس تک رسائی ہے تمہارے تقویٰ کی۔''

اگر تقویٰ اور روحِ تقویٰ موجود نہیں' اگر یہ ارادہ اور عزم نہیں کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے مالی وجانی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں تو اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں پہنچے گا۔ یعنی ہمارے نامۂ اعمال میں کسی اجر وثواب کا اندراج نہیں ہوگا۔ گوشت ہم کھا لیں گے' کچھ دوست احباب کو بھیج دیں گے' کچھ غرباء کھانے کو لے جائیں گے' کھالیں بھی کوئی جماعت یا دارالعلوم والے لے جائیں گے۔ لیکن اللہ تک کچھ نہیں پہنچے گا' اگر وہ روح موجود نہیں ہے...... وہ روح کیا ہے؟ وہ تو امتحان' آزمائش اور ابتلاء ہے' اور اس میں کامیابی کا وہ تسلسل ہے جس سے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی عبارت ہے۔

ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم سوچیں' غور کریں اور اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات و احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ اور اس کے دین کے لیے قربان کر سکتے ہیں؟ اپنے علائق دنیوی' اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ کے دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں؟ اگر ہم یہ سب کر سکتے ہیں تو عیدالاضحیٰ کے موقع پر یہ قربانی بھی نورٌ علیٰ نور ہے...... اور اگر ہم اللہ کے دین کے لیے کوئی ایثار کرنے کے لیے تیار نہیں تو جانوروں کی یہ قربانی ایک خول اور ڈھانچہ ہے جس میں کوئی روح نہیں۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا' تلقینِ غزالی نہ رہی!

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 248 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 36000 سے زائد، جن میں بچے: 15500، عورتیں: 11500 (تقریباً)۔ زخمی: 87500 سے زائد

اس شمارے میں

ہماری قربانیاں......

یومِ تکبیر اور تکبیر کے تقاضے

سیاست کریں لیکن تاریخ کو مسخ مت کریں!

رفح میں خون کی ہولی اور یومِ تکبیر کے تقاضے

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1088

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے معجزات

سُورۃُ الْقَصَص | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 31، 32

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

آیت ۳۱: ﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ﴾ ’’اور یہ کہ تم اپنی لاٹھی ڈال دو!‘‘
قرآن میں اس واقعہ سے متعلق مختلف مقامات پر مختلف تفصیلات ملتی ہیں۔
﴿فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ﴾ ’’تو جب اُس نے دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے جیسے کہ سانپ ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اُس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔‘‘
اس واقعہ کے حوالے سے سورۃ النمل میں بھی ان سے ملتے جلتے الفاظ آئے ہیں۔
﴿يٰمُوْسٰى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾﴾ ’’(اللہ نے فرمایا:) اے موسیٰ! آگے آؤ اور ڈرو نہیں‘ تم بالکل مامون ہو۔‘‘
تم بالکل امن و امان میں رہو گے اور تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

آیت ۳۲: ﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫﴾ ’’اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ نکلے گا سفید ہو کر بغیر کسی بیماری کے‘‘
﴿وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ﴾ ’’اور اپنا بازو اپنے ساتھ چپکا لو خوف سے (بچنے کے لیے)‘‘
خوف کی کیفیت کا سامنا کرنے کے لیے یہ ایک خاص ترکیب بتائی گئی کہ جب کبھی آپ علیہ السلام کو کوئی خوف لاحق ہو تو اپنے بازو کو اپنی بغل کے ساتھ چمٹا لیجیے‘ اس طرح خوف کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔
﴿فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ﴾ ’’تو یہ دو نشانیاں ہیں تمہارے ربّ کی طرف سے‘ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف۔‘‘
﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾﴾ ’’یقیناً وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔‘‘
فرعون اور اس کے اَعیانِ سلطنت ایک فاسق‘ فاجر اور سرکش قوم بن گئے ہیں۔ لہٰذا ان نشانیوں کے ساتھ ان کے پاس جاؤ اور انہیں اللہ ربّ العالمین کی اطاعت و بندگی کی دعوت دو۔

درس حدیث

عالم دین اور داعی الی اللہ کا مقام

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلَانِ: اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتّٰى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ میری فضیلت اس شخص پر ہے جو تم میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کا ہے۔‘‘ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور پانی میں مچھلیاں اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا درس دیتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 ذوالحجہ 1445ھ جلد 33
11 تا 17 جون 2024ء شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

خورشید انجم

ہماری قربانیاں......

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو عیدالاضحیٰ قریب ہی ہوگی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ نیروز اور مہرجان کے نام سے خوشی کے دو تہوار مناتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے بارے میں پوچھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ جاہلیت میں ہم ان دونوں دنوں میں کھیلتے کودتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دونوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں ایک عیدالاضحیٰ کا دن، دوسرا عیدالفطر کا دن۔ عیدالاضحیٰ بلاشبہ حج ہی کی توسیع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ حج کے تمام مناسک ایک متعین علاقے یعنی مکہ مکرمہ اور اس کے نواح میں ادا کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے ایک رکن یعنی قربانی کو وسعت دے دی گئی تاکہ اس میں روئے ارضی پر بسنے والا ہر مسلمان شریک ہو جائے اور یہی عیدالاضحیٰ کی حکمت ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ عیدالاضحیٰ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہر آزمائش میں پورے اُترے۔ یہاں تک کہ جب ستاسی سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت میں بیٹا عطا فرمایا تو سو سال کی عمر میں حکم ہوا کہ اسے ہماری راہ میں قربان کر دو۔ اس اللہ کے بندے نے جب اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا اور چھری گلے پر رکھ دی تو ان کا یہ عمل، یہ کارنامہ اتنا محیر العقول تھا کہ ممتحن نے فیصلہ فرما دیا کہ بس تم کامیاب ہو گئے۔ تم نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ چنانچہ عیدالاضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس قربانی کی یاد ہے جو ہر سال منائی جاتی ہے۔

ہمیں یہاں قربانی کے مسائل اور فضائل بیان کرنا مقصود نہیں۔ وہ تو علماءِ کرام بیان کرتے اور تحریر کرتے رہتے ہیں اور ہمارے قارئین بھی ان سے بخوبی واقف ہوں گے۔ لیکن اصل سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو امت مسلمہ میں کیوں جاری وساری فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران میں فرمایا: ﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ۬ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾﴾ ”تم ہرگز بھلائی کو نہیں پا سکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ہم پر واضح کر دیا ہے کہ انسان کو اپنی عزیز ترین متاع بھی، جب اللہ کا حکم آ جائے، تو اس کے راستے میں قربان کر دینی چاہیے۔ ہر سال عیدالاضحیٰ ہمیں اس بات کی تربیت دیتی ہے کہ انسان کا مقصدِ پیدائش اللہ تعالیٰ کی بے چون وچرا اطاعت ہے۔ اس کی فرمانبرداری میں جب بھی حالات کا تقاضا ہو تو اپنی ہر شے قربان کر دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ پھر جبکہ حال یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، اسی کا فضل اور اسی کا عطا کردہ ہے اور قرآن مجید میں مزید فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟ؕ﴾ (التوبہ: 111) ”بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں بھی خرید لیں اور ان کا مال بھی، اور اس قیمت پر خرید لیں کہ ان کے لیے بہشت (کی جاودانی زندگی) ہو، وہ (کسی دنیوی مقصد کی راہ میں نہیں بلکہ) اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پس مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔“ جب ہم اپنی جانیں اور اموال اللہ کو فروخت کر چکے ہیں تو بیچے ہوئے مال کو ہی دوبارہ فروخت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم تو اسی کا دیا ہوا اسی کے راستے میں قربان کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا تو کوئی کمال نہ ہوا۔ لیکن وہ ارحم الراحمین اپنی رحمت کے صدقے سے اسے ہماری طرف سے قربانی قرار دیتا ہے اور ہمیں آخرت میں اجرِ عظیم سے بھی نوازے گا۔ ان شاء اللہ! قربانی کے حوالے سے ہمارے رویے کیا ہیں؟ ہمارے ہاں جو منکرین حدیث ہیں ان کا موقف ہے کہ قربانی کا ذکر حج کے بیان میں ہے لہٰذا یہ صرف حجاج کے لیے ہے اور ویسے بھی یہاں پر قربانی کا گوشت ضائع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قربانی کا ذکر حج کے بیان میں ہوا ہے

لیکن دوسرے مقامات بھی ہیں جہاں قربانی کا تو ذکر ہے لیکن مناسک حج کا ذکر نہیں جیسا کہ سورۃ الکوثر میں فرمایا:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾﴾ ’’پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔‘‘

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی بھی نماز عید سے پہلے قربانی نہ کرے۔‘‘ علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ کم وبیش 10 سال مدینہ منورہ میں رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے اور جہاں تک قربانی کے گوشت کا ضائع ہونے کا تعلق ہے عقلی لحاظ سے بھی یہ بات غلط ہے۔ یہاں گوشت کی ایک بوٹی بھی ضائع نہیں ہوتی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کھالیں، بال، ہڈیاں، آنتیں، یہاں تک کہ خون بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی کچھ لوگ جو سارا سال تو گل چھرے اُڑاتے ہیں لیکن قربانی کے دنوں کی آمد کے ساتھ ہی اُن کے دلوں میں غریبوں کا درد اٹھ کھڑا ہوتا ہے جس میں ایک طرف تو قربانی کا مذاق بلکہ اس سے بڑھ کر تحقیر اور دوسری طرف قربانی کے پیسوں سے پانی کا کولر لگانے، یتیم بچیوں کی شادی، کسی غریب کے لیے پنکھے کی خریداری کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اصولی بات یہ ہے کہ کسی نیکی کے لیے دوسری نیکی کو ترک کرنا ضروری نہیں۔ اور یہ ترغیب دینے والے حضرات وخواتین اپنے ڈنر، لنچ فنکشنز پر اس سے کہیں زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اس وقت انہیں غریب یاد ہوتا ہے نہ یتیم بچیاں۔ پھر یہ کہ سارا سال بیف اور مٹن کی رنگا رنگ ڈشوں اور برگروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن عید قربان کے موقع پر ’جانوروں کے حقوق‘ یاد آ جاتے ہیں۔ سپین میں تو ’bull fighting‘ کے نام پر سینکڑوں جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے لیکن اُس لغو کھیل تماشا پر خاموش رہنے والے عید قربان پر واویلا مچا دیتے ہیں۔ پھر یہ کہ اپنے لائف سٹینڈرڈ، موبائل، گاڑیاں، یہاں تک کہ برانڈڈ کپڑوں تک کہیں بھی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے البتہ برق گرتی ہے تو بیچاری قربانی پر۔ لہٰذا رفاہی کام ضرور ہونے چاہئیں لیکن قربانی نہ کر کے نہیں بلکہ آئی فون، رولیکس، بی ایم ڈبلیو کی مصنوعات نہ خرید کر۔ پھر اسی طرح قربانی سے ملک کا معاشی پہیہ چلتا ہے۔ لوگ سارا سال جانوروں کی پرورش کر کے عید کے لیے تیار کرتے ہیں۔ جانوروں کے لانے لے جانے میں ٹرانسپورٹ کا استعمال ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کھالوں کی فروخت جس سے ہماری لیدر انڈسٹری چلتی ہے۔ قصہ مختصر بے شمار معاشی فوائد بھی ہیں جو قربانی سے حاصل ہوتے ہیں۔ پھر جو لوگ قربانی کرنے والے ہیں انہوں نے قربانی کو کیا بنا دیا ہے؟ ہم نے حلال روزی کے شرعی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ ہر طرح کی حرام خوریاں کر رہے ہیں۔ دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ کرپشن، لوٹ مار، رشوت ستانی اور سود کا لین دین کھلم کھلا کرتے ہیں۔ بے حیائی اور فحاشی کا برسرِ عام مظاہرہ کرتے ہیں۔ پھر عید کے دنوں میں لاکھوں روپے کے جانور اللہ کے نام پر قربان کر دیتے ہیں لیکن اس سارے معاملے میں اطاعت اور تقویٰ غائب ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: ’’اللہ تک قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اس تک تو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔‘‘ ہم نے تو اس قربانی کو بھی دوسری عبادات کی طرح ایک رسم بنا کر رکھ دیا ہے بقول علامہ اقبال ؎

رہ گئی رسم اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

افسوس کا مقام ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں ہر عبادت اور ہر سنت رسم بن کر رہ گئی ہے۔ قربانی کو بھی امت کے سوادِ اعظم نے ایک رسم بنا کر رکھ دیا ہے۔ موبائل فون میں اپنے قربانی کے جانور کی تصویر لے کر تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو بھیجی جاتی ہے۔ یوٹیوب اور فیس بک پر عام کی جاتی ہے تاکہ ساری دنیا دیکھے۔ اخلاص، خدا ترسی اور حصولِ تقویٰ کی جگہ ریاکاری، تصنع اور نام ونمود ہمارا مطمح نظر بن کر رہ گیا ہے۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

ہم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر کبھی قربانی کے فلسفے کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر غریب کے حقوق غصب کر کے اس پر ظلم وستم ڈھا رہا ہے۔ غریب اپنے تئیں کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی جائز وناجائز طریقے سے راتوں رات امیر ہو جائے اور جو کچھ ظلم اس پر ہوتا رہا ہے وہ اس سے بڑھ کر بدلہ لے۔

اجتماعی طور پر حکمران حکومت حاصل ہی اس لیے کرتے ہیں تاکہ ملکی وسائل کی لوٹ کھسوٹ کے ذریعے اپنی عیش وعشرت کا سامان کریں۔ انہیں نہ تو عوام کی تعلیم وتربیت کی کوئی فکر ہے اور نہ ہی ان کی صحت کی۔ ان کی بلا سے چاہے ڈاکو لوٹ مار میں مصروف رہیں، یا قتل وغارت میں۔ عوام خواہ گرمی میں بجلی کے بغیر بلکتے سسکتے رہیں، ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس معاملے میں حکمرانوں اور اپوزیشن کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہی حال ہمارے ریاستی اداروں کا ہے۔ خواہ عدلیہ ہو یا پولیس، فوج ہو یا بیوروکریسی۔ اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔ عالمی سطح پر دیکھیں تو امت مسلمہ کی عظیم اکثریت مادیت پرستی کے فتنہ کا شکار نظر آتی ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مگن ہے۔ فقط معاشی ترقی کی بھیڑ چال ہے چاہے سود اور کرپشن کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ دجالیت کے فتنے نے اپنی لپیٹ میں پوری طرح لے رکھا ہے۔ الا ماشاء اللہ! غزہ میں مسلمان جانوں کی قربانی پیش کر رہے ہیں لیکن مسلمان ممالک کی حکومتوں اور مقتدر طبقات کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ گویا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

ایسے میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ حرام کی کمائی سے توبہ کر کے حلال کی کمائی سے قربانی کرنے کی کوشش کریں۔ پھر قربانی کے جانور پر چھری پھیرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ناجائز خواہشات پر بھی چھری چلائی جائے۔ اپنے نفس پر بھی قابو پائیں۔ ذاتی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ اجتماعی سطح پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں حصہ لیں اور اس راستے میں اپنی ہر من پسند شے کو قربان کرنے کے لیے تیار رہیں۔ آج لبرل، سیکولر میڈیا کی گز گز بھر لمبی زبانیں بے خدائی اور بے حیائی کے تیر چلا رہی ہیں۔ ہمیں بھی کم از کم زبان سے برائی کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ ان کی باتوں کا جواب دینا ہوگا مگر شائستگی کے ساتھ، حکمت کے ساتھ اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے۔ قارئین سے بالخصوص اور مسلمانانِ پاکستان سے بھی بالعموم ہماری درخواست ہے کہ قربانی ضرور کریں جہاں تک ممکن ہو سکے اس لیے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت ہے۔ لیکن یہ یاد رکھا جائے کہ اس قربانی کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے۔ ہماری قربانیاں قبول فرمائے اور ہماری عبادات میں تقویٰ پیدا کر دے۔ آمین یارب العالمین!

یوم تکبیر اور تکبیر کے تقاضے

(سورۃ الانفال کی آیت 60 کی روشنی میں)

جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 31 مئی 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

28 مئی کو پاکستان میں یوم تکبیر منایا گیا اور اس دن عام تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ یہ دن منانے کا اچانک فیصلہ حکومت نے 28 مئی 1998ء کی یاد میں کیا جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تھے۔ اچھی بات ہے، ایسے دنوں کو یاد رکھنا چاہیے لیکن ایٹمی قوت ہونے کے تقاضے کیا ہیں؟ کیا ہم نے بحیثیت اسلامی ایٹمی ملک ان تقاضوں کو پورا کیا؟ یوم تکبیر کو اچانک چھٹی منانے کا اعلان کر کے ہم نے معاشی سرگرمیوں میں ایک دن کے تعطل کے باعث ملک اور قوم کا اربوں روپے کا نقصان تو کر لیا لیکن کیا ہم نے تکبیر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بارے میں بھی سوچا؟ اسی بات کا جائزہ ہم سورۃ الانفال کی آیت 60 کی روشنی میں لیں گے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾

''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت۔''

آیت کا یہ حصہ اس حوالے سے بہت اہم ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو دفاعی، عسکری، فوجی اور جنگی صلاحیت کے حصول کا حکم دیا۔ اس کے مطابق جس قدر استطاعت ہو اس کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنی دفاعی اور جنگی صلاحیت کو بڑھانا ہم سے اللہ کے دین کا تقاضا ہے۔ سورۃ الانفال مدنی سورت ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے حالات کا ذکر کیا۔ سیرت النبی ﷺ میں غزوۂ بدر حق و باطل کے درمیان پہلا باقاعدہ معرکہ ہے۔ یہاں سے نبی علیہ السلام کی جدوجہد کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے جس کو ہم قتال فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کے دور میں 80 سے زیادہ غزوات اور سرایا پیش آئے۔ یہ سبق آج مسلمان تو بھول گئے ہیں لیکن یہود کو یاد ہے۔ عرب حکمران دولت کے نشے میں مست رہے لیکن اسرائیل اسلحہ بناتا رہا اور عربوں پر فتح حاصل کرتا رہا۔ اسرائیل کی ایک سابق وزیراعظم نے کہا تھا کہ یہ طریقہ ہم نے تمہارے پیغمبر (ﷺ) سے سیکھا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو کھانے کے لیے گھر میں راشن کی تو کمی تھی جبکہ جنگ کے لیے 9 تلواریں گھر کی دیواروں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک زرہ کسی یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنا طرزِ زندگی انتہائی سادہ رکھا۔ یہاں تک کہ کبھی آپ ﷺ کے پاس اتنی دولت جمع ہی نہیں ہوئی کہ زکوٰۃ دینے کی نوبت آتی۔ لیکن اسلحے کے معاملے میں حضور ﷺ نے کبھی سمجھوتہ نہ کیا۔ بہترین تلواریں، بہترین تیر کمان اور دیگر اسلحہ ہر وقت موجود رہتا تھا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں قتال فی سبیل اللہ کے لیے جنگی، دفاعی اور عسکری صلاحیت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے کہ جس قدر ممکن ہو دشمن کے مقابلے میں اپنی تیاری کرو۔ آگے فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

﴿وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ ''اور (تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے لیے) بندھے ہوئے گھوڑے۔''

اُس دور میں جنگی صلاحیت کے حوالے سے گھوڑوں کی بھی بہت اہمیت تھی۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے برکت رکھ دی ہے۔ گھوڑے سفر کے لیے بھی اور جنگ کے لیے بھی بہت اہمیت رکھتے تھے۔ آج کے دور میں بھی فوج دشوار گزار راستوں پر سفر کرنے کے لیے گھوڑے استعمال کرتی ہے۔ حکم ہوا کہ استطاعت کے مطابق جنگی تیاری رکھو۔ 14 صدیاں پہلے استطاعت کے مطابق تیر، تلوار، نیزے، گھوڑے، زرہ وغیرہ لوگ تیار کرتے تھے۔ آج کے دور میں میزائل ٹیکنالوجی اور ایٹمی صلاحیت سے بھی آگے معاملہ چلا گیا ہے۔ مسلمانوں کے لیے حکم ہے کہ تم نے یہ سب تیاری کرنی ہے۔ آگے فرمایا اس لیے کرنی ہے کہ:

﴿تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ ''(تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراسکو۔''

اگر تمہارے پاس دشمن سے مقابلے کے لیے جنگی صلاحیت ہوگی تو وہ تمہارے خلاف اقدام کرنے سے پہلے 10 مرتبہ سوچے گا۔ 14 مئی 1998ء کو بھارت نے ایٹمی دھماکوں کا اعلان کیا۔ 15 مئی کو بھارتی وزیراعظم واجپائی نے بیان دیا کہ ہم پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ 14 دن کے بعد 28 مئی کو جب پاکستان نے بھی ایٹمی دھماکے کیے تو اگلی صبح (29 مئی) ہی واجپائی کا بیان آ گیا کہ ہم مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔

یہ ہے وہ حکمت جو جنگی صلاحیت بڑھانے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی۔ پاکستان پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا ورنہ ہم نے تو اس مملکت خداداد کا ستیاناس کر دیا۔ نسلی، لسانی، علاقائی تعصبات کو پھیلا کر 1971ء میں ہی ملک کے دو ٹکڑے کر دیے۔ اب ان تعصبات کو مزید ہوا دے کر ملک کا بیڑا غرق کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اگر یہ اللہ کا فضل نہ ہوتا اور ایٹمی صلاحیت اللہ نے عطا نہ کی ہوتی تو دشمن کب کا ہمارے ٹکڑے کر چکا ہوتا۔ اہم بات قرآن یہ بیان کر رہا ہے کہ جنگی صلاحیت تمہارے دشمنوں کو باز رکھے گی۔ اس کے ذریعے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب رکھو گے۔ اس کے علاوہ کچھ تمہارے خفیہ دشمن بھی ہیں وہ بھی باز رہیں گے۔ فرمایا:

﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ﴾ ''اور کچھ دوسروں کو (بھی) جو ان کے علاوہ ہیں، تم انہیں نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے۔''

یعنی کوئی بھی ظاہری یا خفیہ دشمن تمہاری طرف میلی آنکھ سے دیکھ نہ سکے، یہ مقصد ہے۔ یہ جنگی صلاحیت ہوگی تو تم دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکو

گے۔ جنرل ضیاء الحق کی کرکٹ ڈپلومیسی بڑی مشہور ہے۔ کرکٹ میچ دیکھنے کے بہانے جنرل ضیاء الحق بھارت گئے اور راجیو گاندھی کے کان میں کہہ دیا کہ اگر پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو بھارت صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ اس کے بعد بھارت اپنے مذموم عزائم سے باز آ گیا۔

آج انتہائی افسوسناک صورتحال ہے کہ غزہ میں ہمارے مسلمان بھائی، بہنیں، بچے قتل ہو رہے ہیں، انہیں صفحہ ہستی سے مٹایا جارہا ہے لیکن ہمارے حکمرانوں میں سے کوئی کھڑا ہو کر اسرائیل کو دھمکی تک نہیں دے سکتا۔ آج ہم اتنے بے حس اور بے حمیت ہو چکے ہیں۔ معیشت کا بیڑا غرق ہے، امریکہ کی غلامی ہے، کیسے آواز اُٹھا سکتے ہیں؟ پھر یہ ایٹمی صلاحیت کس کام کی؟ روزانہ یہ مسلمان بچوں، ماؤں، بہنوں کی لاشیں اُٹھتی دیکھ رہے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن سرعام نسل کشی کر رہے ہیں لیکن ہم کچھ بھی نہیں کر پا رہے۔ حالانکہ یہ ایٹمی صلاحیت اُمت کی امانت ہے، اس پر اُمت کا پیسہ لگا ہے۔ اس پر اُمت کی صلاحیتیں لگی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ایک لائیو پروگرام میں کہا تھا کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اُمت کی امانت ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی کہا تھا کہ یہ اُمت کی امانت ہے، اگر ہم نے اس کا سودا کر دیا تو یہ پوری اُمت سے غداری ہوگی۔ آج اگر ایٹمی صلاحیت کے باوجود ہم اُمت کے دشمنوں کو آنکھیں دکھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو پھر ہم بے حمیت ہیں۔ سات ماہ سے اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے، ہمارے حکمرانوں کو شرم بھی نہیں آتی، اُلٹا اس کے ساتھ پینگیں بڑھا رہے ہیں، ابھی بھی امریکہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں، کئی مسلم ممالک نے ابھی تک اسرائیل سے تعلقات ختم نہیں کیے۔ کئی اندرخانے اسرائیل کو اسلحہ اور فیول بھی پہنچا رہے ہیں۔ ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ کس لیے اللہ نے یہ ایٹمی صلاحیت دی تھی؟

28 مئی 1998ء کو جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تھے تو اس وقت سنا ہے کہ نعرہ تکبیر لگایا گیا تھا۔ اسی نسبت سے اس دن کو یوم تکبیر قرار دیا گیا تھا۔ اچھی بات ہے کہ کاؤنٹ ڈاؤن کے رواج سے ہٹ کر نعرہ تکبیر لگایا گیا لیکن تکبیر فقط نعرہ تکبیر لگانے کا نام نہیں ہے یا صرف اذان میں، اقامت میں، دوران نماز اللہ اکبر کہہ دینے کا نام تکبیر نہیں ہے۔ بقول شاعر:

یا وُسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

اللہ اکبر تو پودے بھی کہہ رہے ہیں، یہ جمادات، نباتات، یہ پتھر بھی اللہ اکبر کی تسبیح پڑھ رہے ہیں، انسان کو صرف زبان سے اللہ اکبر کہنے کے لیے تھوڑا ہی پیدا کیا گیا ہے؟ ہم نے اللہ اکبر کہہ کر بٹن دبا دیا تو کیا تکبیر کے تقاضے پورے ہو گئے؟

تکبیر کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی بڑائی کو نافذ کرو، اللہ کی بڑائی کو منواؤ۔ ہم تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ختم کرنے کو تیار نہیں، سود کا دھندا، بے حیائی کا طوفان، جوئے سٹے کی اجازت، یہ سب کر کے ہم اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ شریعت کے احکامات توڑ کر ہم اللہ کے ساتھ بے وفائی کا ثبوت دے رہے ہیں تو خالی اللہ اکبر کہہ دینے سے کیا ہوگا؟ تکبیر کا تقاضا تو یہ ہے کہ میرے وجود پر اللہ کا حکم نافذ ہو، گھر میں بھی اللہ کا حکم نافذ ہو، میرے کاروبار میں بھی اللہ کو بڑا مانا جائے، پھر اجتماعی سطح پر عدالت، حکومت، سیاست، معیشت، معاشرت، ریاست اور ریاستی اداروں میں، ہر سطح پر اللہ کو بڑا مانا جائے، یعنی ہر سطح پر اللہ کا دین نافذ ہو۔

پاکستان جب وجود میں آیا تھا تو اس وقت نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا: ''لا الٰہ الا اللہ''۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ امریکہ کی غلامی ہوگی، IMF کا حکم چلے گا، یہاں اللہ نہیں بلکہ امریکہ بڑا ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں اللہ کا حکم چلے گا، فرد کی سطح پر بھی، معاشرے کی سطح پر بھی۔ اسی لیے ہمارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا:

پریس ریلیز 7 جون 2024ء

مودی کا دوبارہ وزیر اعظم بن جانا بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگا

شجاع الدین شیخ

مودی کا دوبارہ وزیر اعظم بن جانا بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ بھارت میں لوک سبھا کے حالیہ انتخابات میں بی جے پی کو پہلے سے کم نشستیں ملی ہیں اور بھارتی عوام نے کانگرس اور سماج وادی پارٹیوں کو پہلے سے زیادہ ووٹ دیے ہیں پھر یہ کہ ایودھیا جہاں مودی حکومت نے مسمار بابری مسجد کے مقام پر مندر تعمیر کیا تھا وہاں بھی بی جے پی کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ این ڈی اے (NDA) کے انتہا پسند ہندو پارٹیوں پر مشتمل اتحاد کی مکمل حمایت کے باعث نریندر مودی کا تیسری بار بھارتی وزیر اعظم بن جانا تقریباً یقینی ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 2014ء کے بعد سے دنیا کے سب سے بڑے سیکولر ملک ہونے کا دعوے دار بھارت ہرگزرتے دن کے ساتھ ایک کٹر ہندوتوا ریاست کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور آج مسلمانوں سمیت بھارت پر بسنے والی تمام اقلیتوں کو نسل کُشی کا شدید ترین خطرہ لاحق ہے۔ بی جے پی اور اُس کی اتحادی جماعتیں کُھلے عام بھارت سے مسلمانوں کا صفایا کرنے کے دعوے کر رہی ہیں اور آئے دن مسلمانوں کے مذہبی شعائر کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ جس کی تازہ مثال مودی کا انتخابات سے قبل یہ اعلان ہے کہ آئندہ وزیر اعظم کے طور پر وہ عائلی قوانین کے حوالے سے بھارتی مسلمانوں کو دی گئی آزادی بھی ختم کر دیں گے۔ گویا مودی سرکار نے بھارت کے مسلمانوں کو صاف صاف پیغام دے دیا ہے کہ بھارت صرف ہندوؤں کا ہوگا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ بھارت کے مسلمانوں کے لیے اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ وہ اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے متحد ہو کر ایک بڑی سیاسی قوت کے طور پر اُبھریں۔ اس مخدوش صورتِ حال کا یہ تقاضا بھی ہے کہ پاکستان سمیت امتِ مسلمہ کے عمائدین متحد ہو کر ظلم کی چکی میں پسے کشمیری اور بھارتی مسلمانوں کی مدد کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣﴾ (المدثر) ''اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے (ﷺ)! آپؐ اُٹھیے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے اور اپنے رب کو بڑا کیجیے!''

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ مسلسل 23 برس اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے کھڑے رہے۔ ہر ایک کے دروازے پر جا کر دعوت دی، اس دوران آپ ﷺ نے کیا کیا مصیبتیں اور تکالیف نہیں جھیلیں، طائف اور اُحد جیسے سانحات برداشت کیے، کم و بیش 259 صحابہ کرام ؓ نے شہادت پیش کی، آخر 8 ہجری کو مکہ فتح ہوا اور اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ تب جا کر یہ بشارت آئی: ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ﴾ (بنی اسرائیل: 81) ''اور آپؐ کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔''

ہم نے سمجھا کہ بس اللہ اکبر کہہ دیا، 28 مئی کی چھٹی منالی تو تکبیر کے تقاضے پورے ہو گئے۔ اللہ کے احکامات کی پاسداری کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ تمام مقتدر طبقات نے بھی اللہ کو جواب دینا ہے۔ جتنا کسی کو اختیار دیا گیا ہے اُسی تناسب سے وہ جواب دہ ہے۔ سورہ نوح میں الفاظ ہیں:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣﴾ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟''

یعنی کیوں تمہیں اللہ کی بڑائی کا احساس نہیں ہے، اللہ کی اطاعت کے لیے تم کیوں تیار نہیں ہو۔ اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں تمہیں حیا نہیں آتی، اللہ کے لیے کھڑے ہونے کو تم تیار نہیں ہو۔ تکبیر تو اللہ کے کلمے کی سربلندی کا نام ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے لیے 23 برس کھڑے ہو کر دکھایا۔ اس کے نتیجے میں اُمت کو دنیا میں فتح حاصل ہوئی۔

آج ہم ذلیل کیوں ہیں؟ اس لیے کہ پوری دنیا میں کوئی ایک خطہ بھی ایسا نہیں ہے جہاں اللہ کا دین کامل صورت میں قائم ہو اور اب ہم امارت اسلامیہ افغانستان جو اس راستے پر چل رہا ہے، کے خلاف بھی استعمال ہونے کے لیے جا کر امریکہ کی گود میں بیٹھ رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اپنے اختلافات آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنے چاہئیں۔ جس اُمت کے سامنے کشمیر کا مسئلہ کھڑا ہے، فلسطین کا مسئلہ کھڑا ہے وہ اُمت آپس میں لڑے گی تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو بھی ہدایت دے اور ہم سب کو بھی ہدایت دے۔ اصل تقاضا یہ ہے کہ کلمہ کی سربلندی کے لیے کھڑے ہوں گے، اللہ کے دین کو تھامیں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا اور اللہ ہمارے قدموں کو مضبوطی سے جما دے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠﴾ (الانفال) ''اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب پورا پورا تمہیں دے دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔''

ظاہر ہے کسی بھی قسم کی جنگی و دفاعی صلاحیت کا حصول ہو، اس میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اس مال خرچ کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا بشرطیکہ نیت اللہ کے کلمہ کی سربلندی ہو۔

آخر میں سورۃ القصص کی آیات 57 تا 60 کی روشنی میں پاکستان کی معیشت کے حوالے سے کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ﴾ (القصص: 57) ''اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپؐ کے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اُچک لیے جائیں گے۔''

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ میں قریش نے کفر کا ایک نظام قائم کر رکھا تھا، خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے اور پورے عرب سے لوگ جب حج و عمرہ کرنے آتے تھے تو ان بتوں کو نذرانے چڑھاتے تھے، اس سے قریش کی معیشت چلتی تھی اور پھر اہل قریش جب تجارت کے لیے جاتے تھے تو پورے عرب میں ان کے قافلوں کو تحفظ ملتا تھا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں اللہ کے دین کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم ان بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کو مان لیں گے تو ہماری معیشت بیٹھ جائے گی کیونکہ ان بتوں کی وجہ سے ہی تو ہماری معیشت چلتی ہے۔

آج ہمارا مسئلہ بھی یہی ہے۔ امریکہ ہمیں ڈالر دے رہا ہے، IMF ہمیں قرض دیتا ہے اور ہم ان کی شرائط مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھو، دجالی تہذیب کو ترقی دو، کالجز اور یونیورسٹیز میں میوزک اور ڈانس سکھانے کا اہتمام ہو، موسیقی کے مقابلے ہوں، ہم جنس پرستوں کے بینڈ امریکہ سے بلوائے جائیں۔ یہ سارے تقاضے وہ کرتے ہیں اور ہم مانتے جاتے ہیں کیونکہ ہم معاشی غلام ہیں اور ہم ان کے چنگل میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ ان کا آخری تقاضا یہ ہوگا کہ اپنی ایٹمی صلاحیت ہمارے حوالے کر دو، تمہارے ملک میں خوشحالی آ جائے گی۔ یعنی ہمارا عقیدہ بھی جائے گا، ہماری تہذیب، معیشت، ایٹمی صلاحیت سب کچھ جائے گا اور ہم برباد ہو جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ سود کا نظام ختم کر دو تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تو کہا جاتا ہے کہ سود کا نظام ختم کر دیں گے تو ہماری معیشت بیٹھ جائے گی۔ IMF کو چھوڑ دیں گے تو ہمارا کیا بنے گا۔ یہ سب اللہ کو چیلنج کرنے والی باتیں ہیں، اللہ سے بغاوت اور سرکشی کی باتیں ہیں، یہی تو قریش کہتے تھے، ان بتوں کو چھوڑ دیں گے تو ہماری معیشت کیسے چلے گی۔ اللہ کا جواب یہ ہے:

﴿اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٥٧﴾ (القصص) ''کیا ہم نے انہیں امن والے حرم میں متمکن نہیں کیا؟ کھنچے چلے آتے ہیں اس (حرم) کی طرف ہر قسم کے پھل' یہ خاص رزق ہے ہماری طرف سے لیکن ان کی اکثریت علم نہیں رکھتی۔''

انہیں امن والا حرم عطا کیا جہاں باپ کے قاتل کو بھی لوگ ہاتھ نہیں لگاتے۔ اسی حرم کے متولی ہونے کی وجہ سے تمام اہل عرب ان کی عزت کرتے تھے، ان کے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے۔ مکہ میں نہ فصلیں اُگتی ہیں اور نہ ہی پھل، لیکن اس کے باوجود اللہ انہیں ہر چیز کھلا پلا رہا تھا۔ اللہ فرما رہا ہے اس کے باوجود کہ تم کفر کے راستے پر ہو، اللہ تمہیں سب نعمتیں دے رہا ہے جب اللہ کی توحید کو مان لو گے تو کیا تمہیں بھوکا مار دے گا؟

ہم بھی 77 برس سے اللہ سے سرکشی اور بغاوت پر تلے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں سے بچاتا رہا، ہمیں ایٹمی صلاحیت بھی دی، جب اللہ کی فرمانبرداری کے راستے پر آ جائیں گے تو کیا اللہ ہمیں بھوکا مار دے گا؟ ایسی سوچ کا مطلب ہے کہ ہمارا اللہ پر یقین نہیں ہے۔ آخرت پر یقین نہیں ہے، ہم صرف دنیا کا مال و دولت چاہتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ اور IMF کی غلامی کریں گے تو خوشحالی آئے گی۔ جبکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ﴾ (القصص: 58) ''اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جو کہ اتراتی تھیں اپنی معیشت پر۔''

قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون اور دیگر کئی قومیں بڑی خوشحال تھیں، نمرود اور فرعون کے پاس بھی بڑا مال، دولت اور بادشاہت تھی، قارون کے پاس بڑی دولت تھی۔ لیکن ان سب کا انجام کیا ہوا؟ فرمایا:

﴿فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝٥٨﴾ (القصص) ''تو (دیکھ لو!) یہ ہیں ان کے (کھنڈر بنے ہوئے) گھر نہیں ہوئے ان میں رہنے والے ان کے بعد مگر بہت تھوڑے۔ اور ہم ہی (ان کے) وارث ہو کر رہے۔''

سارے مٹی کے ساتھ مٹی ہو گئے ،فرعون کی لاش کو اللہ نے محفوظ کر کے نشانِ عبرت بنا دیا۔ ان ساری قوموں کے انجام سے ہمیں بھی سبق حاصل کرنا چاہیے اور محض دنیا کے پیچھے اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہیے۔ آگے فرمایا:
﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾﴾ ''اور نہیں تھا آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا جب تک کہ وہ ان کی مرکزی بستی میں کوئی رسول نہ بھیج دیتا' جو اُن کو پڑھ کر سناتا ہماری آیات۔ اور ہم ہرگز ان بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں تھے مگر اس بنا پر کہ ان کے باسی ظالم تھے۔''

یعنی ان قوموں پر بھی اتمامِ حجت ہو چکا تھا، ان تک اللہ کا پیغام پہنچ چکا تھا اس کے باوجود انہوں نے سرکشی کی تو پھر اللہ کا عذاب اُن پر آ کر رہا۔ ہمیں بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ آگے فرمایا:
﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾﴾ ''اور جو کچھ بھی تم لوگوں کو دیا گیا ہے وہ بس دُنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زیب وزینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔ تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟''

اربوں کھربوں کمانے والا بھی قبر میں جاتا ہے تو خالی ہاتھ ہی جاتا ہے۔ بے شک معاش بھی ہمارا مسئلہ ہے مگر اصل مسئلہ آخرت کا ہے۔ لہٰذا آخرت کو ترجیح دینا چاہیے۔

جون میں نیا بجٹ آنے والا ہے۔ ہمیشہ کی طرح حکمران بڑا دلفریب اور دلکش بنا کر پیش کریں گے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ بجٹ کا 64 فیصد صرف قرض کی ادائیگی پر خرچ ہوا اور اس میں بھی 80 فیصد سود کی ادائیگی تھی۔ ذرا سوچیے کہ قوم کے پاس کیا بچے گا؟ اس حوالے سے بھی چند باتیں عرض کرنا مقصود ہیں:

(1)۔ جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ختم نہیں کریں گے۔ ہمارے حالات کبھی نہیں سنوریں گے۔ خود حکومت کہتی ہے باہر کا سود کم ہے، اندر کا زیادہ ہے۔ اب اندر کا سود ختم کرنا تو حکومت کے اختیار میں ہے، وہ کیوں ختم نہیں کر رہی، کیوں قوم کو کنگال کیا جا رہا ہے؟ اس حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا اپریل 2022ء کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔

(2) نیچے سے لے کر اوپر تک سارا نظام کرپشن میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ FBR کے چیئرمین کے مطابق 7 سو ارب روپے کی کرپشن خود FBR میں رپورٹ ہوئی ہے۔ باقی کیا رہ گیا۔ قوم کا جتنا بھی پیسہ لوٹ کر باہر لے جایا گیا، آج تک اس کو واپس نہیں لایا گیا۔ صرف کھوکھلے دعوے کیے گئے۔ جب تک کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوگا تو ہماری معیشت ٹھیک نہیں ہوگی

(3)۔ ہمارا یہ غریب ملک، جو قرضوں میں ڈوبا ہوا ہے یہاں سول اور فوجی بیوروکریٹس کے لیے اتنی مراعات ہیں جیسے سرکاری ملازم نہ ہوں بلکہ شہنشاہ ہوں۔ ایک جج کے لیے 20 خدمت گاروں کی منظوری دی گئی، باقی مراعات کا اندازہ نہیں۔ غریب ملک میں سرکاری آفیسرز کی تنخواہیں بیس بیس لاکھ ہیں۔ قوم کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے اور بیوروکریٹس کی مراعات میں کوئی کمی نہیں آ رہی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ بیوروکریٹس کی مراعات میں کمی کی جائے۔

(4) غریب آدمی پر ٹیکس لگا لگا کر اس کا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔ جبکہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے زکوٰۃ اور عشر وصول نہیں کیا جاتا؟ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس پر عمل ہو تو ملکی معیشت کو بھی فائدہ ہوگا اور عام آدمی کو بھی ریلیف ملے گا۔

(5) بھارت ہمارا گلابی نمک بیچ کر اربوں ڈالرز کما رہا ہے، اسے ہم خود کیوں نہیں بیچ سکتے؟ اس کی 14 ارب ڈالر سالانہ سے بھی بڑی مارکیٹ ہے اور ہم ایک ڈیڑھ ارب ڈالر کے لیے IMF کے جوتے چاٹتے ہیں۔ یہ نمک پاکستان ایکسپورٹ کر کے سالانہ اربوں ڈالر کما سکتا ہے۔

ابتدائی طور پر ان چند باتوں پر بھی اگر عمل کر لیا جائے تو ہماری معیشت درست سمت میں ترقی کر سکتی ہے۔

آخری بات یہ کہ یہ سب کرنے کے بعد بھی اس پر تکیہ نہیں کرنا بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرنے میں ہی اصل بقاء اور سلامتی ہے۔ فرمایا: ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف: 96) ''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر کھول دیتے آسمانوں اور زمین کی برکتیں۔''

اللہ کو ناراض کرنا چھوڑ دیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سچا ایمان لے آئیں، اللہ کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کریں تو اللہ ہمارے حالات بدل دے گا، ان شاء اللہ۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

بمقام ''مسجد عائشہ، پٹیل باغ، کواری روڈ کوئٹہ، حلقہ بلوچستان'' میں
30 جون تا 6 جولائی 2024ء (بروز اتوار بعد نماز عصر تا بروز ہفتہ ظہر)

ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:- ☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

05 تا 07 جولائی 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ **اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)**
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969 / 0333-7860934

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

سیاست کریں لیکن تاریخ کو مسخ مت کریں!

ایوب بیگ مرزا

پاکستان کی حکمران اشرافیہ یعنی طاقت کے کوریڈور میں آمد و رفت رکھنے والوں نے جہاں اپنی بداعمالیوں سے ملکی خزانے کا صفایا کیا، سیاسی بددیانتی سے جمہوریت کا تیاپانچہ کیا، وہاں پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے سے گریز نہ کیا۔ ہم پہلے ایک تحریر میں کہہ چکے ہیں اور واضح بھی کر چکے ہیں کہ اقتدار کی ہوس میں اور پاکستان پر ہمیشہ مسلط رہنے کے لیے مذکورہ اشرافیہ نے کس طرح 23 مارچ یومِ جمہوریہ کو یومِ پاکستان کا لبادہ اوڑھا کر اپنے اقتدار کی طوالت کا جواز پیدا کیا۔ اس مذموم حرکت کے بارے میں تحریر کئی بار شائع کی گئی لیکن کوئی اس کی نفی نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ ملک کے ایک بڑے جرنلسٹ جو سیاست دانوں سے بھی بڑا میل جول رکھتے ہیں، اُنہیں ذاتی طور پر بھی یہ تحریر بھجوائی گئی لیکن جواب ندارد۔ شاید اس لیے کہ موصوف خود بھی اس وقت status quo کو برقرار رکھنے کی جدوجہد میں اپنے پسندیدہ سیاست دانوں کے ساتھ شامل ہیں۔

بہرحال اب ہمیں 28 مئی یوم تکبیر کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 26 سال پہلے 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے 6 ایٹمی دھماکے کیے اور ایٹمی ممالک کی عالمی برادری میں شامل ہوگیا لیکن پاکستان کے عوام کو اس حوالے سے دو ایسے تاثرات دیئے جاتے ہیں جو تاریخ مسخ کرنے کے مترادف ہیں۔ پہلا یہ کہ اس روز یعنی 28 مئی 1998ء کو ہی پاکستان ایٹمی قوت بنا تھا اور دوسرا یہ کہ ایٹمی دھماکے امریکہ کی شدید ترین مخالفت اور اربوں ڈالر کی پیشکش کو رد کر کے کیے گئے تھے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ پاکستان ایٹمی قوت تو ضیاء الحق کے دور میں غالباً 1984ء میں ہی بن گیا تھا۔ البتہ ایٹمی دھماکے 1998ء میں کیے گئے۔ ایٹمی دھماکہ کو ایٹمی قوت ہونے کا اعلان کہا جا سکتا ہے۔ اسے ایک ریہرسل کہا جا سکتا ہے اسے دشمن پر اپنی دھاک بٹھانے کا حربہ کہا جا سکتا ہے۔ وگرنہ کون نہیں جانتا کہ اسرائیل ایک بہت بڑی ایٹمی قوت ہے لیکن اُس نے عالمی حالات کے تناظر میں آج تک ایٹمی دھماکے نہیں کیے۔ ضیاء الحق کے دور میں دو ایسے مواقع آئے جب بھارت کو اعلیٰ درجہ کی سفارت کاری سے آگاہ کر دیا گیا کہ پاکستان ایٹمی قوت ہے۔ ایک مرتبہ جب بھارت کے چوٹی کے صحافی کلدیپ نیر پاکستان کے دورے پر آئے، یاد رہے کلدیپ نیر کو ہمیشہ بھارتی سیاست پر ایک اثر انداز ہونے والا بڑا صحافی سمجھا جاتا ہے۔ ضیاء الحق نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اُس وقت کے مسلم اخبار کے چیف ایڈیٹر سید مشاہد حسین کو مہمان کا انٹرویو کرنے اور کسی اچھے انداز میں یہ Convey کرنے کی ذمہ داری سونپی کہ پاکستان ایٹمی قوت بن چکا ہے لہٰذا بھارت اگر کوئی حماقت کرتا ہے تو اُسے یہ بڑی مہنگی پڑے گی۔ راقم نہیں جانتا کہ ضیاء الحق نے سید مشاہد حسین کو کن الفاظ میں یہ دھمکی پہنچانے کا کہا تھا لیکن یقیناً یہ ایک بڑا مہذب سفارتی انداز ہوگا اور مزید براں راقم یہ سمجھتا ہے کہ سید مشاہد حسین جتنے ذہین و فطین جرنلسٹ اور سفارت کار ہیں انہوں نے ضیاء الحق کا پورا میسج بہترین انداز میں Convey کیا ہوگا۔ راقم کا مطلب ہے کہ پاکستان ضیاء الحق کے دور میں ہی دشمن پر ایٹمی حملہ کرنے کی مکمل طور پر پوزیشن میں تھا۔ دوسرا موقع تب آیا جب راجیو گاندھی کے دور میں پاک بھارت سرحد پر کشیدگی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بھارت کسی وقت بھی پاکستان پر حملہ کر سکتا ہے۔ اتفاق سے اُس وقت پاکستان کی کرکٹ ٹیم بھارت کے دورے پر تھی۔ ضیاء الحق نے بھارت میں پاکستانی سفیر کو ہدایت کی وہ اُن کے بھارت کے دورے کی بات کرے اور یہ کہا جائے کہ صدرِ پاکستان، بھارت اور پاکستان کے درمیان ہونے والا کرکٹ میچ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں ”دروغ بر گردن راوی“ کہ پاکستان کے سفیر کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کیا صدرِ پاکستان کا دماغ خراب ہوگیا یہاں حالات اس قدر بگڑے ہوئے ہیں اور وہ کرکٹ میچ دیکھنے بھارت آنا چاہتے ہیں۔ بہرحال وہ صدرِ پاکستان کے حکم پر بھارت کو صدرِ پاکستان کے دورے کے لیے راضی کرنے میں کامیاب ہوگئے اور صدر ضیاء الحق میچ دیکھنے بھارت چلے گئے۔ اسے تاریخ نے کرکٹ ڈپلومیسی کا نام دیا۔

صدرِ پاکستان کے دورے کے اختتام پر بھارت کے وزیراعظم راجیو گاندھی پاکستان کے صدر کو دہلی کے پالم ایئرپورٹ پر رخصت کرنے آئے تو صدر ضیاء الحق دوسرے سب میزبانوں سے الوداعی مصافحہ کرنے کے بعد راجیو گاندھی کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر اُنہیں دوسروں سے الگ لے گئے چند منٹ بات کی، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ راجیو گاندھی کا بات سن کر رنگ پیلا پڑ گیا۔ صدر ضیاء الحق جہاز میں بیٹھے تو اُن کے ہمراہ جانے والے صحافی اُن سے پوچھنے لگے کہ آپ نے کون سی ایسی بات راجیو گاندھی سے کی ہے جس سے اُس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا تھا پہلے تو محترم صدر صحافیوں کو ٹالتے رہے لیکن صحافیوں کے اصرار پر اُنہوں نے بتایا کہ میں نے راجیو سے کہا تھا کہ اگر بھارت اور پاکستان میں جنگ چھڑ گئی تو دونوں ملک مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے البتہ مسلمان اس لیے پھر بھی دنیا میں رہیں گے کیونکہ دنیا میں دوسرے بہت سے اسلامی ملک ہیں لیکن ہندوستان تباہ ہوگیا تو دنیا سے ہندوؤں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ راقم مکرر عرض کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان ضیاء الحق کے دور میں ہی ایک مکمل ایٹمی قوت بن چکا تھا۔ جبکہ عوام کو تاثر دیا جاتا ہے کہ 28 مئی 1998ء کے دھماکوں سے پاکستان ناقابل تسخیر ہوا تھا۔ لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ راقم ایٹمی دھماکوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا یقیناً اس کے خطے پر سیاسی اور نفسیاتی اثرات مرتب ہوئے۔ دوسرا غلط تاثر یہ ہے کہ امریکہ نے پاکستان کے دھماکے کرنے کی بڑی شدت سے مخالفت کی تھی۔ راقم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اس حوالے سے اُس کا مؤقف منفرد اور اکثریت بلکہ تمام لوگوں سے مختلف ہے۔ راقم کی رائے میں بھارت کے دھماکے کرنے کے بعد پاکستان نے جو دھماکے کیے تھے اُس میں امریکہ کی برہمی، ناراضگی اور پابندیاں وغیرہ لگانا اُس کی منافقانہ عالمی سیاست کا حصہ ہے جس کا اظہار اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے۔ امریکہ نے اعلانیہ زوردار مخالفت یقیناً کی تھی کیونکہ یہ اُس کی اُس پالیسی کا بنیادی حصہ تھا کہ وہ ایٹمی اسلحہ کے عدم پھیلاؤ کا علمبردار ہے۔ صدر امریکہ کلنٹن اور وزیراعظم پاکستان کے درمیان ٹیلی فونک رابطے سے بھی ہرگز انکار نہیں البتہ یہ جو 5 بلین ڈالر کی پیشکش کی بات ہے جو یوں اچھالی جاتی ہے جیسے پاکستان کے وزیراعظم کو ذاتی طور پر پیشکش کی گئی تھی وائٹ ہاؤس اس

کی وضاحت کر چکا ہے کہ صدر کلنٹن نے صرف یہ کہا تھا کہ وہ کانگرس سے پاکستان کو 5 بلین ڈالر قرضہ کی سفارش کرے گا وہ امریکہ ہے پاکستان نہیں کہ حکمرانوں نے جسے چاہا جیسے چاہا نواز دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جنگ عظیم کے بعد دنیا واضح طور پر Bi-Polar ہو گئی تھی امریکہ اور سوویت یونین دو عالمی قوتیں تھیں۔ پاکستان نے امریکی کیمپ کو باقاعدہ جوائن کر لیا۔ بھارت کا سوویت یونین کی طرف رجحان واضح تھا بعد ازاں بھارت غیر جانبدار ممالک میں شامل ہو گیا لیکن تب بھی اُس کے سوویت یونین کے ساتھ انتہائی گہرے تعلقات تھے البتہ بعد کے حالات و واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ بھارت اور امریکہ بھی ایک دوسرے سے رابطہ میں تھے۔ سوویت یونین تو بھارت کا برادرِ بزرگ بن چکا تھا اور سلامتی کونسل میں کشمیر کے حوالے سے قرارداد کو ویٹو کر دیتا تھا۔ پاکستان سیٹو سینٹو کا رکن بن کر امریکہ کے ساتھ بندھ گیا تھا لیکن بھارت سوویت یونین کا حلیف ہونے کے باوجود امریکہ سے فوائد حاصل کرتا رہتا تھا۔ اگرچہ دونوں کے درمیان کوئی ایسا اعتماد کا رشتہ نہیں تھا۔ جنوبی ایشیا میں چین اور بھارت دو سب سے بڑے ممالک تھے۔ جب بھارت نے 1974ء کے بعد مئی 1998ء میں ایٹمی دھماکہ کیا اور بھارت سے پاکستان کو دھمکیاں دینے کا سلسلہ شروع ہوا تو امریکہ کو برصغیر میں طاقت کے عدم توازن کا اندیشہ ہوا۔ امریکہ بھارت کے سوویت یونین کا حلیف ہونے کے باوجود بھارت کے لیے اچھے احساسات رکھتا تھا لیکن باہمی اعتماد کا فقدان تھا لہٰذا امریکہ بھارت پر اندھا اعتماد کرنے کو تیار نہیں تھا۔ بھارت میں کسی زمانے میں ہندی چینی بھائی بھائی کے نعرے لگتے تھے لیکن پھر بھارت نے یو ٹرن لیا اور چین سے دشمنی مول لے کر امریکہ سے بہت فوائد حاصل کیے۔ امریکہ سمجھتا تھا کہ بھارت جنوبی ایشیا کا بہت بڑا ملک ہے، ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے، وہ خطے میں اپنی اقتصادی اور عسکری قوت کی بنا پر امریکہ کے لیے کل کلاں مسئلہ پیدا کر سکتا ہے لہٰذا بھارت سے under hand تعلقات کے ساتھ ساتھ اُس کے حریف پاکستان کی بھی پشت پناہی جاری رکھنی چاہیے۔ لہٰذا پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کی اعلانیہ اور قانونی مخالفت کے باوجود اِس حوالے سے مکمل طور پر پاکستان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ جب ایٹمی دھماکوں کے حوالے سے کلنٹن اور نواز شریف کی ٹیلی فونک گفتگو کا سلسلہ جاری تھا تو خود نواز شریف کے منہ سے میڈیا کے سامنے یہ سچ نکل گیا تھا کہ کلنٹن سے میری جو آخری بات ہوئی تھی تو اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ ٹھیک ہے اگر آپ کی اتنی مجبوری ہے تو آپ جو اپنے ملک کے لیے بہتر سمجھتے ہیں وہ کریں۔

آخری اور اہم ترین بات یہ کہ سعودی عرب اگرچہ امریکہ کا مشرق وسطیٰ میں قریبی اور انتہائی اہم ترین حلیف ہے لیکن وہ پاکستان کے ایٹمی تجربوں پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور ایسے وقت میں پاکستان کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تا کہ ایٹمی تجربہ کی وجہ سے لگنے والی پابندیاں پاکستان پر زیادہ اثر انداز نہ ہوں۔ راقم کی رائے میں سعودی خاص طور پر اُس دور میں امریکہ کو ناراض کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاست دان اپنے سیاسی مفادات کے لیے قلابازیاں لگاتے رہتے ہیں لیکن عوام کو تاریخی حقائق سے آگاہ رہنا چاہیے۔ راقم کی سیاست دانوں سے درخواست ہے کہ سیاست کریں لیکن تاریخ کو مسخ مت کریں۔

سیاست دانوں کا معاملہ یہ ہے کہ کبھی بے نظیر بھٹو سیکورٹی رسک تھیں اس مرتبہ یعنی 2024ء میں پہلا موقع تھا کہ 28 مئی کے اخباری اشتہارات میں بے نظیر کے والد ذوالفقار علی بھٹو کی تصویر بھی لگائی گئی لیکن ڈاکٹر عبدالقدیر خان جن کے نام کے ساتھ محسنِ پاکستان کا سابقہ لگتا تھا 28 مئی کو غریب اور مقروض قوم کے حکمرانوں نے جو کروڑوں روپوں کی مالیت کے اشتہارات شائع کروائے اُن میں نہ اُن کا نام تھا نہ تصویر!!!

❁❁❁

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْر

اِنْ شَآءَ اللّٰہ

کل وقتی 25 روزہ

قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

یکم جولائی تا 25 جولائی 2024ء

شرکت کے خواہشمند حضرات 25 جون تک اپنا نام رجسٹر کروائیں

● قیام وطعام کی سہولت ● صاف ستھرا ماحول
● ایئر کنڈیشنڈ کلاس روم

کورس کی تدریس اور کتب پر کوئی معاوضہ نہیں ہے

نصاب
● مطالعہ قرآن حکیم
● مطالعہ حدیث رسول ﷺ
● مطالعہ تاریخ اسلام
● مطالعہ کلامِ اقبال
● عربی گرائمر
● محاضرات ● تجوید

قرآن اکیڈمی
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861
0336-6778561
0333-6729758

برائے رجسٹریشن

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

"مسجد جامع القرآن کمپلیکس، پیہونٹ نز دنیلور، اسلام آباد" میں

28 تا 30 جون 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-5309613 / 051-4866055 / 051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

اگرچہ فلسطینیوں نے 38 ہزار شہادتیں پیش کر کے عالمی سطح پر سیاسی اور اخلاقی کامیابی حاصل کی ہے، لیکن جب تک نظام خلافت قائم نہیں ہوتا اس وقت تک دنیا میں عدل قائم نہیں ہو سکتا: ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف

اگر ہم اپنے نظریہ کی بنیاد پر آگے بڑھتے تو آج ہماری معیشت بھی مضبوط ہوتی، دفاع بھی اور ہم کھل کر فلسطینی مسلمانوں کی مدد کر سکتے تھے: رضاء الحق

رفح میں خون کی ہولی اور یوم تکبیر کے تقاضے کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: عالم اسلام کے مقابلے میں غیر مسلم اہل فلسطین کی حمایت میں زیادہ متحرک کردار ادا کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں کیس کرنے والا جنوبی افریقہ بھی غیر مسلم ملک ہے۔ اسی طرح کچھ مغربی ممالک جنہوں نے فلسطین کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا تھا جیسا کہ آئرلینڈ، سپین، ناروے وغیرہ انہوں نے بھی فلسطین کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ کیا یہ پیش رفت فلسطینی کاز کے لیے کامیابی کی علامت ہے؟

رضاء الحق: جہاں تک مسلمان ممالک کا تعلق ہے تو ان کی طرف سے بظاہر کچھ ممالک نے مذمتی بیانات دیے اور کئی ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے اسرائیل کی حمایت میں بیان دیے لیکن جہاں تک عملی اقدامات کی بات ہے تو کسی مسلم ملک کی طرف سے کوئی عملی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ جبکہ غیر مسلم دنیا کو آپ فلسطینی کاز کے حوالے سے تین اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو روایتی طور پر فلسطینی کاز کے حق میں ہیں اور اس کے لیے انسانی بنیادوں پر آواز اُٹھاتے ہیں۔ ان میں جنوبی افریقہ بھی شامل ہے اور دنیا میں جو سٹریٹیجک تبدیلیاں آئی ہیں ان کی وجہ سے کسی حد تک روس اور چین بھی فلسطینی کاز کی حمایت کرتے ہیں۔ دوسری قسم کے ملک وہ ہیں جو روایتی طور پر صہیونی نواز ہیں جن میں امریکہ سرفہرست ہے اور ایسے تمام ممالک کا سرخیل بھی ہے۔ تیسری سطح پر عوام ہیں جن کی اکثریت کا رجحان فلسطینی عوام کے حق میں نظر آتا ہے اور وہ اسرائیلی درندگی کے خلاف کھل کر آواز اُٹھا رہے ہیں۔ آئرلینڈ، سپین اور ناروے ان ممالک میں شامل ہیں جن کا روایتی موقف یہ رہا ہے کہ 1990ء کے اوسلو معاہدے کے مطابق فلسطینیوں کے لیے ایک الگ ریاست پر غور کیا جائے کیونکہ اوسلو معاہدے کے تحت اسرائیل نے کہا تھا کہ دو ریاستی حل کے متعلق سوچا جا سکتا ہے۔ 7 اکتوبر کے بعد کی اسرائیلی درندگی اور عالمی عدالت انصاف کے اسرائیل کے خلاف فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے آئرلینڈ، ناروے اور سپین جیسے ملکوں نے بھی فلسطینی ریاست کے قیام پر زور دیا ہے۔ اب ان کا شمار دنیا کے ان 143 ممالک میں ہوتا ہے

مرتب: محمد رفیق چودھری

جنہوں نے فلسطین کو تسلیم کر لیا ہے اور یہ سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے فلسطینیوں کی فتح ہے۔ اس لیے کہ اب یہ ممالک بھی 1967ء سے پہلے کے بارڈرز کے مطابق فلسطینی ریاست کے قیام کے قائل ہو چکے ہیں جس کے مطابق یروشلم بھی فلسطینیوں کے پاس رہے اور مغربی کنارا بھی ان کے پاس ہوگا۔ ایک لحاظ سے دیکھیں تو یہ اچھی ڈویلپمنٹ ہے۔ لیکن اسرائیل تو دو ریاستی حل کو شروع دن سے قبول نہیں کرتا، اس کے مطابق یہ یہودیوں کا علاقہ ہے اور یہودیوں کے علاوہ اس پر کسی اور کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہودیوں کے علاوہ جو رہے گا وہ دوسرے درجے کے شہری کے طور پر رہے گا۔ اسرائیل کی پشت پر امریکی حکومت بھی ہوتی ہے چاہے وہ کسی بھی پارٹی کی ہو۔ چند دن پہلے ٹرمپ نے بھی ایک یہودی اجتماع میں کہا کہ مجھے منتخب کرواؤ تو میں امریکہ میں فلسطینیوں کی حمایت میں مظاہروں کو کچل دوں گا۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ آئرلینڈ، سپین اور ناروے جیسے بہت سے ممالک کا اب اتنا پریشر ہوگا کہ صہیونیوں کے لیے اخلاقی طور پر شاید ممکن نہ رہے کہ وہ فلسطینیوں کا صفایا کر سکیں۔

عطاء الرحمان عارف: جمہوری ممالک میں داخلی سطح پر عوام کا پریشر بہت معنی رکھتا ہے۔ خاص طور پر ناروے، آئرلینڈ اور سپین میں بڑے بڑے مظاہرے ہوئے تھے اور سوشل میڈیا بلکہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی ان کو دکھا رہا تھا جس کا اثر ان کی حکومتوں نے لیا ہے۔

سوال: یہ سب باتیں اپنی جگہ پر ہیں۔ یقیناً مظاہرے بھی ہو رہے ہیں، عالمی عدالت انصاف نے بھی اسرائیل کے خلاف فیصلہ دیا ہے لیکن ان سب چیزوں کا حاصل کیا ہے؟ اسرائیل تو اپنی جگہ فلسطینیوں پر مظالم ڈھا رہا ہے؟

عطاء الرحمان عارف: اصل میں یہ جہاد حریت ہے جس کا آغاز 7 اکتوبر کو ایک چھوٹے سے گروہ نے کیا تھا۔ اس میں مثبت بات یہ ہے کہ 38 ہزار عام شہریوں کی شہادتوں کے باوجود کہیں سے یہ آواز نہیں اٹھی کہ القسام بریگیڈ نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو عالمی میڈیا اس کو بہت اُچھالتا۔ فلسطینی اپنی آزادی کے لیے شہادتیں پیش کر رہے ہیں۔ دوسری طرف اسرائیل کا اپنا ایجنڈا ہے جس کی تکمیل کی طرف وہ بڑھ رہا ہے لیکن اس جنگ میں فلسطینیوں کو سیاسی اور اخلاقی طور پر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

سوال: عالمی عدالت انصاف کا جو فیصلہ ہے کیا اس پر عمل درآمد کے لیے اسرائیل کو مجبور کیا جا سکتا ہے؟

عطاء الرحمان عارف: بظاہر جو حالات ہیں ان میں تو ایسا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صہیونی تنظیموں نے عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے اقوام عالم کی حکومتوں کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ان تنظیموں کو معاشی، تجارتی، ٹیکنالوجی کی سطح پر اور ہر لحاظ سے برتری حاصل ہے اور اس برتری کی وجہ سے یہ دنیا بھر کی حکومتوں کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ البتہ 7 اکتوبر کے بعد کی اسرائیلی درندگی اور عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کی وجہ سے اتنا ضرور ہوا ہے کہ اسرائیل کو سیاسی اور

اخلاقی سطح پر شکست ہوئی ہے کیونکہ پہلے اسرائیل یہ پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ فلسطینی دہشت گرد ہیں لیکن اب دنیا یہ تسلیم کر رہی ہے کہ اسرائیل دہشت گرد اور ظالم ہے۔ گویا تاریخ میں اب لکھا جا سکے گا کہ اسرائیل ظالم ہے۔

رضاء الحق: احادیث میں آتا ہے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب پتھر بھی پکاریں گے کہ اے مسلم! یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آؤ اس کو قتل کر دو۔ میرے خیال سے یہ ساری فضا اُسی طرف جاتی دکھائی دے رہی ہے۔ جو کچھ اسرائیل اور اس کے سپورٹرز کر رہے ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اسرائیل کی نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔ مغربی میڈیا میں عام طور پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی بات انسانی اقدار کے خلاف نہ ہو لیکن امریکہ کا ایک معروف جریدہ اٹلانٹک ہے جو پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے اس میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ رفح پر اسرائیلی حملے کے دوران اگر بچے شہید ہو رہے ہیں تو وہ اسرائیل کا کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے۔ اُن بچوں کو ’’Legally killed babies‘‘ قرار دیا گیا۔ اس طرح کی حرکتیں اسرائیل کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ کریں گی۔

سوال: فلسطینیوں کی نسل کشی کا ڈراپ سین کیا ہوگا؟

رضاء الحق: میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری جنگ کا اختتام اسی طرح ہوگا جس طرح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ ان کا مسایاح (دجال) آئے گا لیکن اس سے پہلے ان کے جو اہداف ہیں وہ پورا کرنے کی کوشش کریں گے، اُن کی خواہش ہے کہ دجال یروشلم میں بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کرے۔ اس کے علاوہ ثانوی درجہ میں معدنیات، تیل، گیس اور دیگر معاشی وسائل پر بھی کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پھر کایا پلٹے گی۔ پھر حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور دجال کا خاتمہ کیا جائے گا۔ آپ اندازہ کریں کہ یہود کی خود ساختہ مذہبی روایات میں لکھا ہے کہ یہود کے لیے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے اور اسی طرح بچوں کا قتل بھی ان کے نزدیک جائز تصور کیا جاتا ہے۔

سوال: یہودی اپنے مذہب پر عمل پیرا ہو کر اپنے مقاصد کی طرف بڑھ رہے ہیں جبکہ دوسری طرف مسلمان غفلت میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ احادیث موجود ہیں کہ اسلام کا غلبہ بھی ہوگا لیکن اس حوالے سے کوئی پیش رفت پوری امت مسلمہ میں کہیں نظر نہیں آرہی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

عطاء الرحمان عارف: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس حوالے سے ان کی معرکۃ الآراء تصنیف ’’سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل‘‘ کے عنوان سے بھی موجود ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾

(آل عمران) ’’اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔‘‘

صحیح احادیث میں خبریں موجود ہیں کہ آخری زمانے میں یہود کو جمع کر کے یہاں لایا جائے گا، قرآن (سورہ بنی اسرائیل) میں بھی یہ خبر موجود ہے۔ 1948ء کے بعد آہستہ آہستہ وہ یہاں جمع ہو رہے ہیں۔ اب یہ اپنی آخری جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں، اپنے حساب سے تو وہ جہاد کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں کہ سب کچھ اللہ کر دے گا۔ حالانکہ ہمیں اللہ کے دین کے قیام کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔

> **7 اکتوبر کے بعد کی اسرائیلی درندگی اور عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کی وجہ سے اتنا ضرور ہوا ہے کہ اسرائیل کو سیاسی اور اخلاقی سطح پر شکست ہوئی ہے۔**

سوال: قران مجید میں کہا گیا کہ جب آخری وعدے کا وقت آئے گا تو ہم تمہیں لے آئیں گے اکٹھا کر کے۔ اس کو یہودی اپنے لیے بشارت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں لیکن مسلمان تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو بھول گئے ہیں۔ یہاں تک کہ علماء کا ایک طبقہ بھی سمجھتا ہے کہ شاید اب یہ نہ ہونے والی بات ہے۔ آپ کیا کہیں گے اس پر؟

رضاء الحق: کالونیل دور میں امت مسلمہ کے اندر جو انحطاط آیا ہے اور خلافت کا خاتمہ ہوا ہے تو اس کے بعد تین بڑے گروہ امت میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو بغیر تیاری کیے میدان میں کود پڑتے ہیں اور ناکام ہو جاتے ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر کے اسلام کی جدید تشریح چاہتا ہے جو مغربی افکار سے ہم آہنگ ہو۔ اس گروہ میں آپ کو جدت پسند سکالرز اور دانشور بھی نظر آئیں گے۔ جبکہ تیسرا گروہ وہ ہے جو اسلام کی عظمت رفتہ سے متاثر ہو کر چاہتا ہے کہ اسی طرح کا عروج دوبارہ حاصل ہو۔ یہ گروہ دین کی اصل بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے اس کے قیام کی جدوجہد کر رہا ہے۔

سوال: پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے۔ چند دن قبل اسی یاد میں ہم نے یوم تکبیر بھی منایا۔ کیا ایٹمی پاکستان کا معاملہ باقی مسلم ممالک سے مختلف نہیں ہونا چاہیے تھا؟ کیونکہ جب پاکستان ایٹمی قوت بنا تھا تو پوری دنیا کے مسلمانوں نے اس پر خوشی منائی تھی۔ خصوصاً عرب ممالک نے اسے اسلامی بم قرار دیا تھا۔ کیا اس لحاظ سے پاکستان پر زیادہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ وہ فلسطینیوں کی مدد کرے؟

رضاء الحق: پاکستان اسلامی نظریاتی ریاست کے طور پر ایک ایسے وقت میں قائم ہوا جب اللہ کی کبریائی کو خاص طور پر سیاسی سطح پر بلند کرنا ناپید ہو چکا تھا۔ دنیا کی بقیہ تمام ریاستیں نیشن سٹیٹس کے طور پر وجود میں آئیں۔ صرف پاکستان واحد ملک ہے جو کلمۃ اللہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ پھر رمضان کی 27 ویں شب کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملک عطا کیا۔ 1949ء میں قرارداد مقاصد بھی پاس ہوگئی۔ 31 علماء کے متفقہ 22 نکات بھی سامنے آگئے کہ جن کی بنیاد اسلامی نظام کو یہاں قائم کیا جا سکتا ہے۔ پھر 1973ء کے آئین میں یہ بھی طے ہو گیا کہ یہاں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے منافی نہیں ہوگی۔ پھر 28 مئی 1998ء کو اللہ تعالیٰ نے اس مملکت کو ایٹمی قوت بھی بنا دیا۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ دشمنوں میں گھرے ہونے کے باوجود پاکستان ایٹمی قوت بننے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت پاکستان کو حاصل تھی لیکن ہم نے خود اسلام سے منہ موڑ کر سودی معیشت اور سیکولر نظام کو اپنے اوپر مسلط کر لیا جس کی وجہ سے ہم کمزور ہوتے ہوتے IMF اور امریکہ کے چنگل میں پھنس گئے۔ آج حالت یہ ہے کہ ہم امریکہ کی ڈکٹیشن پر چل رہے ہیں اور امت کے لیے کوئی کردار ادا نہیں کر پا رہے۔ اگر ہم اپنے نظریہ کی بنیاد پر آگے بڑھتے تو آج ہماری معیشت بھی مضبوط ہوتی، دفاع بھی مضبوط ہوتا، اندرونی طور پر بھی متحد اور مستحکم ہوتے اور تب ہم کھل کر فلسطینیوں کا ساتھ بھی دے سکتے تھے۔

عطاء الرحمان عارف: ہمارے لیے اصل راہنمائی قرآن وحدیث میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۽ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴾ (المدثر) ’’اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے (ﷺ)! آپ اٹھیے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے اور اپنے رب کو بڑا کیجیے!‘‘

نظریاتی طور پر یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کی بڑائی کو قائم کریں۔ اللہ کی بڑائی ہم تب ہی قائم کر سکتے ہیں جب ہم نظریاتی طور پر اسلامی ہوں، معاشی طور پر مضبوط ہوں اور سیاسی طور پر مستحکم ہوں۔ ہم یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ پاکستان کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کا توڑ پہلے پیدا کیا۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج

پاکستان فلسطینیوں کی مدد نہیں کر پا رہا۔ حالانکہ پاکستان ایک ایٹمی قوت بھی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پاکستان ایٹمی حملہ کردے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اپنی اس پوزیشن کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسرائیل کو دھمکی دے سکتا ہے کہ غزہ میں نسل کشی روک دو ورنہ یہ جنگ پھیل سکتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی اس دھمکی کے ساتھ بہت کچھ تبدیل ہوسکتا ہے لیکن چونکہ پاکستان کی معاشی مجبوریاں ہیں، IMF سے اگلی قسط لینی ہے۔ اس وجہ سے ہم کچھ نہیں کر پارہے۔ اصل میں ہماری حکومتوں نے پلاننگ ہی نہیں کی۔ دنیا کی حکومتیں لانگ ٹرم منصوبہ بندی کرتی ہیں اور اس پر عمل درآمد ہوتا ہے لیکن یہاں حکومتیں بھی پانچ سال پورے نہیں کرتیں اور حکومت کے جاتے ہی پالیسیاں بھی بدل جاتی ہیں۔ حکمران طبقہ ذاتی مفادات کی وجہ سے قومی مفاد کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ جب تک نظام خلافت قائم نہیں ہوتا اس وقت تک دنیا میں عدل قائم نہیں ہوسکتا۔ جب نظام خلافت موجود تھا اس وقت خلافت کے دائرے میں موجود غیر مسلم بھی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے اور اگر کسی کمزور ملک کے ساتھ ناانصافی ہوتی تھی تو وہ بھی مسلمان خلیفہ کی طرف دیکھتا تھا۔

رضاء الحق: ضیاء الحق کے دور میں جب پاکستان کو یہ خطرہ تھا کہ اسرائیل انڈیا کو استعمال کر کے ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنا چاہ رہا ہے تو کرکٹ ڈپلومیسی کے نام پر ضیاء الحق انڈیا گئے اور راجیو گاندھی کو سائیڈ پر لے جا کے یہ دھمکی دی کہ اگر اسرائیل نے پاکستان کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کی کوشش کی تو انڈیا کو اس کا بھرپور جواب دیا جائے گا۔ اس کے بعد نہ تو بھارت نے کھلم کھلا حملہ کی کوشش کی اور نہ اسرائیل نے۔ قومی مفاد میں اس طرح کے مضبوط فیصلے بھی لینے پڑتے ہیں۔ مگر یہ اس صورت میں ممکن ہے جب ہم ملکی مفاد کے ساتھ مخلص ہوں، کرپشن میں ملوث نہ ہوں، سپر پاور بننے کے جو تقاضے ہیں ان کو پورا کریں، خاص طور پر سودی نظام سے جان چھڑائیں، یہ سود ہی کی لعنت تھی جس نے خلافت عثمانیہ کو کمزور کیا اور وہ شکست و ریخت کا شکار ہوگئی۔ حالانکہ ایک وقت وہ بھی تھا جب ملکہ برطانیہ کسی جنگی مہم پر روانہ ہورہی تھی تو پیچھے ملک کی حفاظت کے لیے خلافت عثمانیہ سے ہی درخواست کی تھی کہ میری غیر موجودگی میں میرے ملک کی حفاظت کریں۔

سوال: پاکستان میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے بھی ہوئے اور عوام کسی حد تک باہر نکلے لیکن اس میں سارا کردار دینی جماعتوں کا ہے، حکومت نے کوئی کردار ادا نہیں کیا، بلکہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ حکومت اور انتظامی ادارے خائف نظر آرہے ہیں، اسلام آباد میں سینیٹر مشتاق احمد خان کے دھرنے میں جو کچھ ہوا اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے حکومت کیا چاہتی ہے؟

عطاء الرحمان عارف: سینیٹر مشتاق احمد صاحب کا دھرنا اسلام آباد کے ریڈ زون ایریا میں تھا جہاں پارلیمنٹ ہے اور دیگر ممالک کے سفارتخانے بھی ہیں۔ عین موقع پر جب یہ حادثہ ہوا سی سی ٹی وی کیمروں کا بند ہو جانا ایک سوالیہ نشان ہے۔ اصل بات یہ ہے جب حکومتوں کے ہاتھ میں کشکول ہو، وہ اپنے بجٹ بنانے کے لیے عالمی اداروں اور اُن ممالک کی طرف دیکھ رہی ہوں جو اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں تو پھر اس طرح کے واقعات ہی پیش آتے ہیں۔ اہل غزہ کے حق میں یہ دھرنا کافی عرصہ سے جاری تھا، اس کو سبوتاژ کرنے کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ دھرنے کے شرکاء اور خاص طور پر سینیٹر مشتاق احمد کو مزید ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ: ﴿ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ ﴾ (النساء: 77) "اپنے ہاتھ روکے رکھو" کے مرحلے میں جب ظلم بڑھتا ہے تو جو خاموش اکثریت ہوتی ہے اس کی حمایت مظلوموں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھ لیں اہل غزہ کا صبر اور اسرائیل کا ظلم دیکھ کر دنیا بھر میں لوگ سراپا احتجاج ہو گئے ہیں، یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی ڈی چوک کے دھرنے میں دو افراد کی شہادت کے بعد خاموش اکثریت دھرنا دینے والوں کے ساتھ ہوگئی لیکن حکومت چونکہ مجبور ہے اور بیرونی سہاروں پر چل رہی ہے اس لیے جو کچھ ہو رہا ہے یہ عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی نے فلسطین کی حمایت میں کیا کیا اقدامات کیے ہیں اور کس حد تک وہ موثر ثابت ہوئے ہیں؟

عطاء الرحمان عارف: تنظیم اسلامی کے وسائل اگرچہ محدود ہیں لیکن اس کے باوجود جس طرح ہر باشعور فرد نے اہل غزہ کا درد محسوس کیا، اسی طرح ہم نے بھی محسوس کیا اور اہل غزہ کے حق میں فوری طور پر ملک گیر مہم شروع کی۔ اب تک اس حوالے سے ہم تین مہمات چلا چکے ہیں۔ ان کے تحت ہم نے پورے پاکستان میں مظاہرے کیے، ریلیاں نکالیں، لوگوں کے اندر فلسطین کے حوالے سے آگاہی اور بیداری پیدا کرنے کے لیے تمام ذرائع استعمال کیے۔ ملک کے بڑے شہروں میں سیمینارز منعقد کیے۔ ابھی ان شاء اللہ چوتھی مہم بھی شروع کرنے والے ہیں جو کہ رفح پر اسرائیلی حملے کے خلاف ہے۔ اسی طرح ہم نے ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ شائع کیا۔ وقتاً فوقتاً پریس ریلیز جاری کیں۔ مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت کے حوالے سے خصوصی کتابچہ تقسیم کیا، تمام ممالک کے سفراء کو خطوط لکھے۔ اسی طرح پاکستان کے سینیٹرز، ایم این ایز، وزراء، یونیورسٹیز کے پرنسپلز، بار کونسلز کے نمائندوں، وزیر اعظم، دفتر خارجہ اور وزارت دفاع کو خطوط لکھے۔ مسجد اقصیٰ کے حوالے سے ہم نے ایک معلوماتی ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچائی۔ پھر ہم نے مظلوم فلسطینیوں کے لیے خصوصی اجتماعی دعاؤں کا اہتمام کیا، قنوت نازلہ کا اہتمام کیا گیا جو جاری ہے۔ اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کی بائیکاٹ مہم کے حوالے سے اپنے رفقاء اور احباب کو خصوصی ہدایات دیں۔ تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ پر فلسطین کے حوالے سے خصوصی صفحہ شائع کیا۔ زمانہ گواہ ہے پروگرام میں دانشوروں کو اور حماس کے رہنما کو بلا کر عوام کو آگاہی دینے کی کوشش کی ہے کہ اس مسئلہ پر خاموشی اختیار نہ کریں، تنظیم اسلامی کے تحت جہاں جہاں خطاب جمعہ ہو رہا ہے وہاں خطاب جمعہ میں قضیۂ فلسطین مستقل موضوع ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے دیگر مذہبی اور دینی جماعتوں کو بھی اس ایشو پر متحد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو خطوط بھی لکھے ہیں، ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر اس حوالے سے بات کی ہے۔ دینی جماعتوں کے سربراہان سے براہ راست اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ یعنی ہمارے بس میں جو ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس اختیار بھی ہے، طاقت بھی ہے، وہ اقدام کرسکتی ہے ہم حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ عوام کو بھی اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہیے۔ آئرلینڈ، سپین اور ناروے میں عوام باہر نکلے ہیں تو ان کی حکومتیں فلسطین کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئی ہیں۔ اسی طرح اگر پاکستان میں تمام دینی جماعتیں متحد ہوکر مظاہرہ کریں تو حکومت عملی اقدامات کرنے پر مجبور ہوسکتی ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی فلسطینیوں کی مالی مدد کے لیے جماعت اسلامی کی الخدمت فاؤنڈیشن کو ریفر کرتی ہے۔ تنظیم نے اپنا فنڈ کیوں قائم نہیں کیا؟

عطاء الرحمان عارف: اس وقت سوشل میڈیا پر اور دیگر ذرائع سے بہت سارے لوگ غزہ کے لیے فنڈ کی اپیل کر رہے ہیں مگر ہم اس طرف رہنمائی دیں گے جہاں ہمیں مکمل یقین ہوگا کہ فنڈز اہل غزہ تک پہنچ جائیں گے۔ ہم نے تحقیق کی کہ کون کون سے ادارے ایسے ہیں کہ جن کے غزہ میں رابطے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے تین اداروں کے نام لیے۔ ان میں ایک الخدمت فاؤنڈیشن ہے، دوسرا صبیب فاؤنڈیشن ہے اور تیسرا ادارہ جامع دارالعلوم کراچی ہے۔ تنظیم اسلامی کا براہ راست اہل غزہ سے کوئی رابطہ نہیں ہے اس لیے ہم نے ان تین اداروں کو ریفر کیا جو اہل غزہ تک مالی امداد جلد از جلد پہنچا سکتے ہیں۔ تنظیم اسلامی نے اپنے طور پر بھی جو فنڈ اکٹھا کیا ہے وہ انہی اداروں کے ذریعے بھیجا ہے۔

❀❀❀

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

عبدالرؤف (معاون شعبہ تربیت)

وہ ملک جو آج سے 77 برس قبل اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کے حصول کی خاطر آگ اور خون کے بہت بڑے دریا کو عبور کرنا پڑا، تاریخ انسانی کی بہت بڑی ہجرت ہوئی، لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا، ہزاروں کی تعداد میں عصمتیں لٹیں، غرضیکہ ہر طرح کا نقصان صرف اس قیمت پر برداشت کیا گیا کہ اس کے نتیجے میں ایک ایسا گہوارہ میسر آنے والا ہے جس میں ہم اپنی بقیہ زندگی اسلام کے اصولِ حریت، اخوت اور مساوات کے تحت گزار کر اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو آخرت کی حیاتِ جاوداں کے لیے بہترین تیاری کا ذریعہ بنائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“ کے مصداق اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے اس ملکِ خداداد میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ آئین کے چند قوانین بھی اپنی اصل شکل میں جلوہ گر نہ ہو سکے۔ اس کے برعکس اسلام کے خلاف جو آوازیں پہلے صرف نجی محافل اور ڈرائنگ رومز تک محدود رہتی تھیں، گزشتہ دو عشروں سے میڈیا کی مادر پدر آزادی کے باعث نام نہاد دانشوروں اور سکالرز کی قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانوں سے غراہٹ کے ساتھ اس انداز میں سامنے آرہی ہیں جیسے اسلام کسی عام انسان کی طرف سے پیش کیا گیا کوئی عام سا نظام ہے جس پر جو چاہے جیسے مرضی خامہ فرسائی کرتا پھرے لیکن اس کی زبان کوئی نہ روکے۔

بعد ازاں ”زنا بالجبر“ اور ”زنا بالرضا“ کی غیر معروف اصطلاحات اسی نام نہاد میڈیا کے ذریعہ بچے بچے کی زبان پر آئیں جس کے نتیجہ میں ”حقوقِ تحفظ خواتین“ کے نام پر پرویزی دور حکومت میں کھلم کھلا فحاشی کے اجازت نامے پر مبنی قانون بنایا گیا۔ اس کے بعد قانون ناموس رسالت کے خلاف بھی اسی میڈیا کے ذریعہ مورچہ لگایا گیا۔ آج بھی یہود و ہنود کے ایجنڈے کی تکمیل میں وقف رہنے والی قوتوں نے اسلامی شریعت پر اپنی زبانی و عملی ناپاک گولہ باری جاری رکھی ہوئی ہے۔ جس کے نتیجے میں کبھی اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں پر کھلے عام تنقید کی جاتی ہے اور کبھی ”کم عمری کی شادی“ کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے۔ کبھی سندھ میں اسلام قبول کرنے والی مسلمان بچیوں کے حوالے سے افواہ پھیلائی جاتی ہے کہ انہیں جبراً مسلمان بنایا جارہا ہے، کبھی LGBTQ اور ٹرانسجینڈر کے لیے دھوکہ دہی سے قانون سازی کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کی منطقی انتہا ایک طرف امریکی ہم جنس پرستوں کے میوزک بینڈ کی پاکستان آمد اور دوسری طرف ایبٹ آباد میں ایک ہم جنس پرست کا مقامی ڈپٹی کمشنر کو GAY CLUB کھولنے کی درخواست دینا ہے۔ مزید برآں سرکاری سرپرستی میں پنجاب حکومت کی طرف سے تعلیمی اداروں میں مقابلہ ہائے موسیقی کا انعقاد اور وہ بھی اس وقت کرنا جب فلسطین میں کم و بیش چالیس ہزار مسلمان مرد، عورتیں اور بچے صہیونی ظالموں کے ہاتھوں رتبہ شہادت پا چکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ ہماری مدد کے منتظر ہیں لیکن یہاں تو فلسطین کے حق میں مظاہرہ کرنے والوں پر نہ صرف مقدمات بنائے جا رہے ہیں بلکہ ان پر تیز رفتار گاڑی چڑھا کر شہید بھی کیا جا رہا ہے۔ کبھی آئین کی بے روح اسلامی شقوں کو ہدفِ تنقید بنایا جاتا ہے۔ جب مقابلے میں کوئی اسلامی شریعت یا آئین کو مکمل اسلامی بنانے اور قوانین شریعت کی عملداری کی بات کرتا ہے تو اس موقع پر سورۃ البقرۃ کی آیت 256 کے پہلے جملہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ﴾ کا سہارا لے کر معنوی تحریف قرآن کا ایک نیا دروازہ کھولنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔

یہ وہی کوشش ہے جو بہت عرصہ سے مستشرقین کر رہے ہیں، چونکہ اسلام سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار دینِ حق پر تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سماوی اور قیصر روم کے عیسائیت قبول کر لینے کے بعد سلطنت روما کی اکثریت نے عیسائیت قبول کر لی تو انہوں نے باقی لوگوں کو بالجبر عیسائیت قبول کروانے کے لیے وہ تمام ہتھکنڈے آزمائے جو عام طور پر ایک حکومت آزماتی ہے۔ لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے آتے ہی اعلان کر دیا کہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ﴾ یعنی کسی بھی غیر مسلم سے جبراً اسلام قبول نہیں کروایا جائے گا۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ﴾ کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے قبل آیۃ الکرسی میں توحید فی الصفات کا اس جامعیت سے تذکرہ ہے کہ انسان تھوڑے سے غور و فکر کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالتِ شان کا شعور حاصل کر لیتا ہے اور اس کے اندر بندگیٔ رب کی تڑپ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے جبکہ اس کے بعد والے الفاظ یہ وضاحت کر رہے ہیں کہ ”ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے تو جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ یہاں پر سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 256 مکمل ہو رہی ہے۔ اگر عقل کے اندھے یہ نام نہاد دانشور، پروفیسر اور ڈاکٹر اس پوری آیت کو ہی پڑھ لیں تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ ہدایت اور گمراہی دو علیحدہ چیزیں ہیں اور جو اپنی آزاد مرضی سے گمراہ رہنا چاہتا ہے اللہ اسے کھینچ کر زبردستی نہ خود ہدایت پر لاتا ہے اور نہ ہی اس کا اپنے مومن بندوں سے یہ مطالبہ ہے کہ انہیں زبردستی مسلمان بناؤ بلکہ واضح کیا جا رہا ہے کہ اسلام ایک ایسا الٰہی نظریہ ہے جو جبر و اکراہ سے نہیں پھیلایا جا سکتا بلکہ صرف تبلیغ اور دعوت کے ذریعہ ہی لوگوں کے ذہن میں اتارا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اپنی آزاد مرضی سے اسلام قبول کر لیتے ہیں اور مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ جس ہدایت کو انہوں نے دل سے قبول کیا ہے اس کے تمام قوانین پر دل و جان سے عمل بھی کرنا ہوگا اور دین کی طرف سے عائد باقی تمام ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہوں گی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ قرآن میں جہاں ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ﴾ والی آیت ہے وہاں اس سے پہلے اسی سورۃ البقرۃ کی آیت 193 میں فرمایا گیا: ﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ١٩٣؁﴾ ”اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین (نظام زندگی) اللہ کا ہو جائے۔“

فتنہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام زندگی سے بغاوت کا نام ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے باغیوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر ظلم کا خاتمہ ہو، جو اسلام کا اصل مطلوب ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمان کا اصل مقصد تو زمین سے فساد ختم کر کے عدل کے قیام کی جدوجہد ہے جسے سورۃ الحدید کی آیت 25 میں تمام رسولوں کا مقصد بعثت قرار دیا گیا ہے، لہٰذا آج اگر ہم مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ اغیار کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر چند ٹکوں

اور زندگی کی چند حقیر آسائشوں کی خاطر ان کے آلہ کار بننے کے بجائے اس دین کے غلبے کے لیے اپنا جان، مال، اوقات اور صلاحیتیں وقف کر دیں جو تمام انسانیت کا نجات دہندہ ہے، جس کے لیے ہر سطح پر جہاد ضروری ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے کامل غلبہ تک مسلسل جہاد کا حکم دیا ہے۔ آخر میں جہاد کی فرضیت کے حوالے سے سید قطب شہید کی تفسیر ’’فی ظلال القرآن‘‘ کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

’’محض اسلام نے جہاد کو اس لیے فرض کیا ہے کہ دنیا میں مذکورہ بالا ارفع و اکمل نظامِ زندگی قائم کرے اور اس کی حمایت اور بچاؤ کی تدابیر اختیار کرے۔ یہ اسلام کا حق تھا کہ وہ بذریعہ جہاد باطل اور فاسد نظام ہائے زندگی کا قلع قمع کر دے جو اس اصول پر قائم تھے کہ بعض انسان دوسرے انسانوں کے غلام ہیں اور جن میں بعض انسان خدائی کے مقام کے مدعی ہوتے ہیں جو خدائی فرائض سنبھالتے ہیں، حالانکہ یہ ان کا حق نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ جب اسلام اس نصب العین کو لے کر اُٹھتا ہے تو یہ باطل نظام ہائے زندگی بھی اس کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ تھا کہ اسلام ان طاغوتی نظاموں کا قلع قمع کر کے ان کی جگہ اس کرۂ ارض پر اپنے ارفع و اکمل نظام کا اعلان و قیام کر دے، اور پھر اس نظام کے زیر سایہ انہیں اپنے مخصوص عقائد کے اندر آزادی عطا کر دے اور ان پر صرف اسلام کے اجتماعی سول کوڈ، اسلامی اخلاقیات اور مملکت کی اقتصادی پالیسی کی پابندی لازم ہو۔ رہے دینی اور قلبی عقائد و رجحانات تو ان میں وہ مکمل طور پر آزاد ہیں، ان کے شخصی قوانین و معاملات میں بھی وہ مکمل طور پر آزاد اپنے عقائد کے مطابق اپنے معاملات طے کریں لیکن اسلامی نظام زندگی ان پر قائم ہو جو ان کی حفاظت کرے، ان کی آزادی اس کے سایہ میں محفوظ ہو، ان کو مکمل آزادیِ رائے حاصل ہو، ان کی عزت محفوظ ہو اور ان کے مکمل اساسی حقوق انہیں حاصل ہوں لیکن ٹھیٹھ اسلامی نظام کے دائرے کے اندر اندر۔ یہ جہاد ابھی باقی ہے اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اسلامی نظام زندگی کے قیام و نفاذ کے لیے اس جہاد کو قائم رکھیں۔‘‘

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ربا کا اطلاق اس سود پر بھی ہوتا ہے جو بینک تجارتی اور پیداواری قرضوں پر وصول کرتے ہیں‘ کیونکہ ربا یعنی سود سے مراد نہ تو کسی خاص قسم کا سود ہے‘ جیسے سود مفرد یا سود مرکب اور نہ ہی اس کا اطلاق کسی مخصوص قسم کے قرض پر ہوتا ہے‘ جیسے صرف صرفی قرضوں پر یا تجارتی و پیداواری قرضوں پر‘ بلکہ ربا کے احاطے میں ہر طرح کا سود آ جاتا ہے اور ہر قسم کے قرض پر حاصل کیا جانے والا مشروط اور معین اضافہ ’’الربوا‘‘ ہی کہلائے گا‘ خواہ یہ قرض کوئی فرد یا ادارہ یا بینک تجارتی اور پیداواری مقاصد کی خاطر ہی کیوں نہ جاری کرے۔ اس ضمن میں ہمارے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) ربا کی حرمت کا حکم عام ہے‘ یعنی اسے کسی خاص قرض یا کسی ایک نوع کے سود کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ﴾ (البقرۃ:۲۷۵)

’’اللہ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام کیا ہے۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں لفظ ’الربوا‘ مفرد ہے جس پر الف لام استغراقی وارد ہوا ہے جو اس کے عام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اصول سرخسی میں ہے کہ لفظ عام کی تقریباً سات قسمیں ہیں جن میں ایک قسم یہ ہے کہ وہ لفظ مفرد ہو اور اس پر الف لام استغراقی وارد ہوا ہو۔

’’ھو اللفظ الذی یستغرق جمیع ما یصلح لہ من الافراد‘‘ (اصول سرخسی: ج ۱‘ ص ۱۲۵)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 776 دن گزر چکے!

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ لاہور شرقی، صدر کے سینئر ملتزم رفیق محمد شفیع وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0321-4261305

☆ حلقہ کراچی شرقی، سرجانی ٹاؤن کے رفیق عبدالمالک وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق جناب اسامہ سلطان کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-2512733

☆ ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف کے چھوٹے بھائی حسن عامر کراچی میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے امیر جناب ناصر محمود کے ماموں وفات پا گئے۔

☆ ملتان شہر کے مبتدی رفیق جناب ملک امین جاوید کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-9419341

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ مدنی ٹاؤن کے نقیب جناب رانا مظہر یاسین کے بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0306-7300020

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ لیہ کے ملتزم رفیق محمد ارشد کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0305-6553238

☆ ملتان شہر، پاک گیٹ کے نقیب اسرہ جناب عامر نوید کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0332-6043007

☆ تنظیم اسلامی گل گشت کے نقیب جناب فاروق احمد کی خوشدامن وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-6310029

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ریلوے پلی کے نقیب اسرہ جناب علی عمران کے تایا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-7560105

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا مختصر دورہ، ڈی چوک اسلام آباد

’’غزہ کو بچاؤ‘‘ (Save Gaza) کے عنوان سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان اوران کی اہلیہ محترمہ نے مسلم دنیا اوراس کے حکمرانوں کی بے حسی اور خاص طور پر مسلم دنیا کے واحد ایٹمی ملک پاکستان کے حکمرانوں کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے گزشتہ کئی ہفتوں سے اسلام آباد کے معروف ڈی چوک پر دھرنا دیا ہوا ہے۔ 3 جون 2024ء کو امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے سینیٹر مشتاق صاحب سے اظہار یکجہتی کے لیے ڈی چوک کا دورہ کیا۔ امیر تنظیم اسلامی، حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم دعوت ناصر صافی کے ہمراہ سہ پہر ڈی چوک پہنچے۔ نائب ناظم اعلیٰ شمالی زون ڈاکٹر امتیاز احمد، امیر حلقہ اسلام آباد راجہ محمد اصغر اور راقم پہلے سے ڈی چوک پر دھرنے کے مقام پر موجود تھے۔ سینیٹر مشتاق صاحب نے امیر تنظیم اسلامی کا استقبال کیا اور اُن کا شکریہ ادا کیا۔ سینیٹر صاحب کی دعوت پر امیر تنظیم نے دھرنے کے شرکاء سے مختصر خطاب کیا۔ انہوں نے مسلم دنیا کے حکمرانوں کو بالعموم اور ایٹمی پاکستان کے حکمرانوں کو بالخصوص قرآن وحدیث کی روشنی میں متوجہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچنے سے پہلے اپنی باغیانہ روش کو ترک کر کے غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات اُٹھائیں۔ غزہ کے مسلمانوں کے خلاف آٹھ ماہ سے جاری صہیونی جارحیت کے فوری خاتمہ کے لیے حکومتی سطح پر آواز بلند کی جائے۔ انہوں نے حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کو یاد دلایا کہ پاکستان کے قیام سے قبل ہی بانیانِ پاکستان نے فلسطین کے مسئلے پر اپنا موقف واضح کر دیا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا۔ علامہ اقبال نے بھی فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں بھر پور آواز بلند کی تھی۔ پھر یہ کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان شہید نے دورہ امریکہ کے دوران یہودیوں کی اسرائیل کو تسلیم کرنے کی پیشکش کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ ’’Our souls are not for sale‘‘۔ انہوں نے حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کو یاد دلایا کہ 1973ء میں پاکستانی ہوابازوں نے اسرائیلی فضائیہ کے خلاف بھرپور آپریشن کیا تھا۔ آج بھی پاکستان اپنی ایٹمی اور میزائل ٹیکنالوجی کو بنیاد بنا کر اسرائیل کو خبردار کرے کہ وہ نہتے فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی کو فی الفور بند کرے۔ انہوں نے عوام کو بھی متوجہ کیا کہ وہ فلسطینی مسلمانوں کے حق میں بھرپور آواز بلند کریں اور حکومت پر عملی اقدامات کے لیے دباؤ بڑھائیں۔ امیر تنظیم نے ڈی چوک پر شہید ہونے والے نوجوانوں کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی اور حاضرین پر واضح کیا کہ مسلمانوں کے تمام مسائل کا اصل، مستقل اور دیرپا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ مملکت خداداد پاکستان میں پُرامن جدوجہد کے ذریعے نبوی ﷺ طریق کار کے مطابق غلبہ واقامت دین کے لیے راہیں ہموار کی جائیں۔ باقی تمام معاملات وقتی ہیں اور اگرچہ ان کو بھی اجاگر کرنا ضروری ہے مگر ہمیں اپنی اصل توجہ غلبہ واقامت دین کی جدوجہد پر مرتکز رکھنی ہوگی۔ آخر میں امیر تنظیم نے فلسطین کے مسلمانوں کی فتح اور نصرت کے لیے دعا کی۔ (رپورٹ: ضمیر اختر خان، معاون خصوصی مرکزی ناظم نشرواشاعت)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی وغربی کے زیر اہتمام رفح پر اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاجی ریلی کا انعقاد

اسرائیل کی جانب سے رفح پر تازہ دحشیانہ حملوں کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی وغربی نے یکم جون بروز ہفتہ بعد نماز عصر مشترکہ طور پر لاہور پریس کلب سے چیئرنگ کراس مال روڈ تک ریلی کا انعقاد کیا۔ ریلی کے شرکاء نے پلے کارڈز اور بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن پر اسرائیل کے خلاف اور مظلوم فلسطینیوں کی حمایت میں سلوگنز درج تھے۔ ریلی کے ہمراہ مقامی پولیس کا مختصر دستہ بھی موجود رہا۔ طے شدہ شیڈیول کے مطابق چیئرنگ کراس پہنچ کر تلاوت قرآن مجید سے مظاہرے کا آغاز کیا گیا۔ امیر حلقہ لاہور شرقی نور الوریٰ صاحب نے ابتدائی گفتگو کرتے ہوئے احتجاجی ریلی اور مظاہرے کا مقصد بیان کیا۔ اس کے بعد حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت شہباز شیخ صاحب نے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان سمیت مسلم ممالک کے حکمران بیدار ہوں اور اسلامی دنیا کے مالی، سفارتی اور عسکری وسائل کو مظلوم فلسطینیوں کی حمایت کے لئے استعمال میں لائیں۔ ماضی میں عراق، شام، لیبیا، برما اور افغانستان میں ظلم وزیادتی اور قتل وغارت گری کا بازار گرم رہا اور اب آٹھ ماہ سے غزہ اور رفح کے مسلمانوں پر نہ ختم ہونے والا ظلم وستم جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان جس کے پاس ایٹمی طاقت اور جدید ترین میزائل ٹیکنالوجی موجود ہے، کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس حوالے سے محض مذمت سے آگے بڑھ کر کوئی ٹھوس عملی قدم اٹھائے۔ حلقہ لاہور غربی سے فاروق احمد گیلانی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہودی قوم نے اپنے مکروہ اور شیطانی ایجنڈے یعنی گریٹر اسرائیل کی تکمیل کے لئے تمام بین الاقوامی قوانین اور ضابطوں کو پامال کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں نے اپنے مجاہدانہ اور ایمان افروز کردار سے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا ہے، اس وقت پوری دنیا فلسطین کی آزادی کے نعروں سے گونج رہی ہے، اقوام متحدہ کا فورم ہو یا عالمی عدالت انصاف ہر جگہ اسرائیل کے ظلم کے خلاف آواز بلند کی جا رہی ہے ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ جلد ہی فلسطینیوں کا خون رنگ لائے گا اور اسرائیل کا خاتمہ ہوگا۔ راقم نے اپنی گفتگو میں کہا کہ دنیا میں دو فریق صف آرا ہیں ایک گروہ اہل کفر کا ہے جس میں عیسائی، یہودی، مشرکین اور ہندو شامل ہیں یہ گروہ ’’الکفر ملۃ واحدۃ‘‘ کی حیثیت سے پوری دنیا میں اپنی بالادستی اور حاکمیت قائم کئے ہوئے ہے جبکہ دوسرا فریق امت مسلمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اہل ایمان کا وصف بیان کرتے ہوئے یہ فیصلہ فرما دیا ہے اہل ایمان اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں جبکہ کافر طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں۔ پس مسلمان شیطان کے پیروکاروں سے جنگ کریں۔ ریلی کے اختتام پر حلقہ لاہور شرقی کے سینئر رفیق اور تنظیم اسلامی کے تاسیسی رکن عبدالرزاق صاحب نے دعا کروائی۔

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی)

دعوتی روودادیں (حلقہ کراچی شرقی)

حمزہ علی: مجھے یاد ہے کہ جب میں بحریہ ٹاؤن منتقل ہوا تو یہاں منفرد اُسرہ قائم تھا۔ اُس وقت کے نقیب عمران حفیظ صاحب اکثر مغرب یا عشاء کی نماز میری رہائش کے قریب والی مسجد میں ادا کرتے تھے (بحریہ اپارٹمنٹ)۔ تو وہ خود فرض نماز کے بعد فوراً مسجد کے دروازے کے باہر کھڑے ہوتے اور مجھے اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ہر باہر آنے والے شخص کو حلقہ قرآنی کی دعوت دیتے اور میرے پاس بھیجتے کہ ان کا نمبر whatsapp group میں شامل کریں۔ یہی معمول ہفتے میں دو سے تین دن لازمی ہوتا اور دیکھتے ہی دیکھتے اِس درس کی گونج پورے بحریہ میں ہوگئی اور گویا ہماری پہچان بن گئی کہ یہ لوگ درس قرآن کرواتے ہیں۔ (الحمدللہ)

محمد کاشف: یہ میرے محلے کی مسجد کے ساتھی تھے اور مسجد میں مسلسل ملاقات رہتی تھی۔ اِن کو سب سے پہلے حلقہ قرآنی سے جوڑا جس میں یہ وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے۔ مسجد میں اِن کو یاد دہانی کرواتا رہتا تھا۔ پھر 2023ء کے دورہ ترجمہ قرآن میں انہوں نے پورا دورہ بھی سنا، فہم دین کی نشست میں بھی شرکت کی اور پھر بیعت کر لی۔ (الحمدللہ)

سہیل احمد: سہیل بھائی پچھلے 3 سال سے میرے حبیب تھے۔ الحمدللہ حلقہ قرآنی کے مسلسل ساتھی تھے۔ دین کے ہمہ گیر تصور اور دینی فرائض سے متعلق۔ مسجد میں اِن سے کافی بات چیت رہتی تھی۔ سود کے خلاف مہم میں یہ banner لے کر میرے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اِن کو دعوتی نصاب بھی دیا اور اُس پر کافی مرتبہ مذاکرہ بھی ہوا۔ پھر پچھلے 3 سال سے دورہ ترجمہ قرآن بھی سن رہے ہیں۔ ہر بار اِن سے امید ہوتی کہ یہ بیعت کر لیں گے مگر یہ کہتے تھے کہ ابھی میں تیار نہیں ہوں، شاید میں وقت نہ دے پاؤں۔ البتہ رمضان 2024ء میں الحمدللہ انہوں نے بیعت کر لی اور میرے ہی اُسرے میں شامل ہیں۔

محمد یاسر: یاسر بھائی IBA University کے پروفیسر ہیں اور ہمارے سابقہ ناظم اعلیٰ خلجی صاحب اِن کے ننیال کی طرف سے رشتہ دار ہیں۔ تو یہ تنظیم سے بخوبی واقف ہیں۔ اِن کا زیادہ وقت تبلیغی جماعت کے ساتھ لگا تھا۔ الحمدللہ اِن سے مسجد میں ملاقات ہوئی اور حلقہ قرآنی سے جوڑا۔ پھر انہوں نے اعلیٰ تعلیم فرانس سے حاصل کی تو یہ فرانس اور مغرب سے تھوڑا متاثر بھی تھے۔ البتہ اِن سے مغرب کے منافقانہ کردار اور اسلام دشمنی پر بات چیت چلتی رہتی تھی، بالخصوص اسرائیل کے حالیہ حملے اور فرانس کی اسرائیل کی حمایت پر میں نے اِن سے بات بھی کی اور سمجھایا بھی۔ پچھلے دو سال سے یہ دورہ ترجمہ قرآن میں بھی شرکت کرتے رہے اور پابندی سے درسِ قرآن اور درسِ سیرت میں شریک ہوئے۔ رمضان سے پہلے انہوں نے فہم دین کورس کیا اور پھر رمضان 2024ء میں انہوں نے بیعت کر لی۔ (الحمدللہ)

کبیر مرزا: میں اور میرے اُسرے کے ساتھی ربیع الاوّل کے امیر محترم کے خصوصی لیکچر کی دعوت دے رہے تھے مسجد کے باہر جہاں کبیر صاحب سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ کبیر صاحب نے بتایا کہ اُن کے والد مرحوم تنظیم اسلامی میں شامل تھے اور ان کی پوری فیملی تنظیم کے پروگرام میں شرکت کرتی ہے۔ میں نے اُن سے نمبر لیا اور دوستی کی اور درسِ قرآن میں لے کر آیا۔ یہ اپنے گھر کے، ذاتی اور مالی معاملات میرے ساتھ Share کرتے۔ پھر کئی مہینے ہم صبح دفتر جاتے ہوئے کبیر صاحب کو اپنے ساتھ لے کر جاتے، یہ ہمارے دفتر اُتر جاتے اور وہاں سے آگے اپنے دفتر رکشہ میں چلے جاتے اور پھر واپس بھی ہمارے ساتھ آتے۔ کبھی کبھی کبیر صاحب کی وجہ سے صبح تاخیر بھی ہوتی لیکن صبر کے ساتھ اُن کو اپنے ساتھ رکھا۔ پھر مسجد کے امام اور ہم چند لوگوں نے اتوار کی فجر کے بعد فٹ بال کا سلسلہ شروع کیا جس میں اچھی تعداد میں لڑکے شریک ہوتے، کسی گالی اور لڑائی سے پاک فٹ بال کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور اُس میں بھی کبیر صاحب کو شریک کیا۔ بیچ میں کبیر صاحب غائب ہو گئے اور رابطے میں نہ رہے۔ اس کی وجہ رہائش کی دوسرے محلے میں منتقلی تھی۔ البتہ میں ہر درس کا اُن کو میسج بھیجتا اور سلام دعا رکھتا۔ پھر چند مہینوں بعد یہ واپس درس میں شامل ہوئے، اور رمضان 2024ء میں انہوں نے بیعت کر لی۔ (الحمدللہ)

زکی امام صاحب: الحمدللہ مسجد کے ہر ساتھی سے اچھی سلام دعا تھی۔ ایک دن ایک نئے بزرگ صاحب مسجد میں نظر آئے۔ میں نے اُن سے آگے بڑھ کر بات کی اور دریافت کیا کہ آپ محلے میں نئے معلوم ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں آج ہی shift ہوا ہوں اور پہلا دن ہے۔ میں نے اِن کو درسِ قرآن کی دعوت دی اور کہا کہ میں آپ کو لے کر جاؤں گا۔ پھر الحمدللہ زکی صاحب پابندی سے درس میں آتے۔ پھر مجھے یاد ہے کہ 2021ء کا دورہ ترجمہ قرآن بحریہ سے تھوڑا باہر Kingston School میں ہوا جس کا رات کے وقت راستہ کافی سنسان ہوتا تھا۔ مگر زکی صاحب خود گاڑی چلا کر پورا دورہ سننے آئے اور پھر اُس رمضان کے بعد بیعت کر لی۔ (الحمدللہ) بیعت کے بعد انہوں نے بتایا کہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد کے اُسامہ بھائی اِن کے بھانجے ہیں اور اِن کی بہن کئی سالوں سے اِن کو تنظیم کی دعوت دیتی تھیں مگر یہ اُس دعوت پر کان نہیں دھرتے تھے۔

سید محمد عرفان: عرفان بھائی سے ملاقات دورہ ترجمہ قرآن 2023ء میں ہوئی۔ میرا معمول ہوتا تھا کہ وقفے میں ایک حلقہ احباب لے کر بیٹھتا اور اُن سے دین کے ہمہ گیر تصور، بیعت کی اہمیت، نظامِ خلافت کا قیام اور اُس کے طریقہ کار پر گفتگو ہوتی۔ اِن موضوعات پر دعوتی کتابچے اِن احباب کو دیئے جاتے اور ان پر مذاکرہ کرتے۔ یہ حلقہ احباب 10 سے 15 افراد تک پہنچ جاتا۔ عرفان بھائی کو اِس ہی حلقے میں شامل کیا اور پھر انفرادی ملاقات بھی اِن سے ہوتی رہی، جس میں انہوں نے بتایا کہ اِن کے والد صاحب 2010ء سے تنظیم اسلامی میں ہیں مگر یہ خود شامل نہیں ہوئے۔ پورے رمضان اِن سے بات ہوئی اور ان کو سمجھایا تو اُس رمضان انہوں نے بیعت کر لی۔ (الحمدللہ)

اسلام آباد میں فلسطینی عوام سے اظہار یکجہتی کے لئے احتجاجی مظاہرہ

ڈاکٹر اشرف علی

حلقہ جات اسلام آباد اور پنجاب شمالی کے زیرِ اہتمام اسلام آباد میں فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے احتجاجی مظاہرہ کا اہتمام کیا گیا۔ مظاہرے میں اسلام آباد اور راولپنڈی سے کثیر تعداد میں رفقائے تنظیم اسلامی اور احباب نے شرکت کی۔ مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر نہتے فلسطینی عوام پر اسرائیلی مظالم کے خلاف نعرے درج تھے۔ مظاہرین نہتے فلسطینی عوام پر وحشیانہ اسرائیل بمباری کے خلاف

احتجاج کرتے ہوئے مسجد شہداء سے آبپارہ چوک پہنچے جہاں پر احتجاجی ریلی نے جلسے کی شکل اختیار کرلی۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ فلسطینی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے گزشتہ آٹھ ماہ سے جاری بدترین اسرائیلی مظالم کے خلاف آواز اٹھانا صرف سیاسی جماعتوں اور مذہبی تنظیم کی ہی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ پوری قوم کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کریں اور اپنا احتجاج رجسٹر کروائیں۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے حلقہ پنجاب شمالی کے امیر اشتیاق حسین صاحب نے کہا کہ حکمران عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فلسطینی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے دینی تعلیمات اور بانیانِ پاکستان کے ارشادات کی روشنی میں ملی غیرت اور حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسئلہ کے حل کے لیے عالمی سطح پر سفارتی کوششیں تیز کریں۔ اسلام آباد شمالی کے امیر اعجاز حسین صاحب نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے فلسطینی عوام پر ظلم ڈھانے والی صہیونی طاقت اور اس کے پشت پناہوں کے خلاف اس جنگ میں اپنا بھرپور حصہ ڈالیں۔ معاون خصوصی مرکزی ناظم نشرواشاعت امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ حکمران ہوش کے ناخن لیں اور فلسطینی عوام کی مدد کے لیے عملی اقدام اُٹھائیں۔ مسلم امہ کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ اگر جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہوگی تو اسکا اثر پورے وجود میں محسوس کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم فلسطین کے معاملے سے لاتعلق نہیں رہ سکتے اور اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کے خلاف آخری دم تک مقدور بھر اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ انہوں نے عوام پر زور دیا کہ وہ مشکل کی اس گھڑی میں اپنے فلسطینی بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں اور ان کے ساتھ مالی اور اخلاقی تعاون جاری رکھیں۔ انہیں اپنی دعاوں میں بھی یاد رکھیں۔ اجتماعی دعا کے بعد سٹیج سیکرٹری ابرار احمد نے اس بات کا اعادہ کرتے ہوئے جلسے کے اختتام کا اعلان کیا کہ فلسطین کی آزادی تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ ان شاءاللہ!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(30 مئی تا 5 جون 2024ء)

جمعرات 30 مئی: مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ بعد نماز مغرب مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی میں 4 نکاح پڑھائے، موقع کی مناسبت سے گفتگو کی اور تنظیمی دعوت بھی پیش کی۔ بعد نماز عشاء دیرینہ رفیق تنظیم طارق امین صاحب کے گھر پر ''قرآن اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں رفقاء کے علاوہ اہل محلہ، احباب، علمائے کرام اور ائمہ مساجد نے بھی شرکت کی۔

جمعہ 31 مئی: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ شام ساڑھے تین بجے کراچی پریس کلب کے سامنے اسرائیل کی غزہ پر جاری درندگی کے تعلق سے کراچی کے چاروں حلقہ جات کے مشترکہ مظاہرہ میں شرکت کی اور مظاہرے کے شرکاء سے خطاب فرمایا۔ شام کو اسلام آباد روانگی ہوئی جہاں سے پشاور جانا ہوا۔

ہفتہ 1 جون: حلقہ خیبر پختونخوا کے تنظیمی دورہ کے ضمن میں مرکز حلقہ کی مسجد میں صبح 8:30 تا 11:00 بجے رفقاء کے اجتماع میں شرکت کی۔ نئے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔ رفقاء کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی نیز بیعت مسنونہ کا اہتمام بھی ہوا۔ صبح 11:30 بجے پریس کلب پشاور پر اسرائیل کی غزہ پر جاری درندگی کے تعلق سے مظاہرہ میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ بعد نماز ظہر وطعام، حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ سوال وجواب کی نشست کا اہتمام ہوا۔ سہ پہر 4 بجے دیرینہ رفیق تنظیم میجر (ر) فتح محمد صاحب کے گھر ان کی عیادت کے لیے جانا ہوا۔ ناظم اعلیٰ عطاء الرحمان عارف صاحب اور امیر حلقہ شمیم خٹک صاحب اُن کے ہمراہ تھے۔ شام کو حلقہ ملاکنڈ کے تنظیمی دورہ کے حوالہ سے چکدرہ روانگی ہوئی۔ نماز مغرب سے قبل سابقہ امیر حلقہ احسان الودود صاحب کی عیادت کے لیے جانا ہوا۔ بعد نماز مغرب دیرینہ رفیق مرحوم فضل ربی شاہ صاحب کے گھر ان کے بیٹوں سے تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ ملاکنڈ ممتاز بخت صاحب ہمراہ تھے۔

اتوار 2 جون: بعد نماز فجر قریبی مسجد میں مختصر تذکیری گفتگو کی۔ صبح ناظم اعلیٰ صاحب کے بھائی کی کراچی میں انتقال کی خبر ملی۔ ناظم اعلیٰ صاحب کی کراچی روانگی کے بعد مرکز تیمرگرہ روانگی ہوئی۔ صبح 9:30 تا 11:00 بجے رفقاء سے ملاقات، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ دیرینہ بزرگ رفیق تنظیم فہیم خان صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ان سے تفصیلی ملاقات رہی۔ اس کے بعد حلقہ کے تمام ذمہ داران کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی اور غیر رسمی گفتگو بھی ہوئی۔ شام کو چکدرہ واپسی ہوئی۔

پیر 3 جون: صبح 8:00 بجے مینگورہ، سوات روانگی ہوئی جہاں قرآن کریم کے متفقہ نصاب کے حوالہ سے اساتذہ کے ایک تربیتی پروگرام میں گفتگو کی۔ دوپہر اسلام آباد آنا ہوا۔ ڈی چوک پر سابقہ سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب کے قضیۂ فلسطین سے متعلق دھرنے میں ان سے ملاقات کی اور دھرنے کی شرکاء سے خطاب کیا۔ شام کی فلائیٹ سے کراچی واپسی ہوئی۔

منگل 4 جون: بعد نماز عشاء چند احباب کی درخواست پر ایک حج تربیتی نشست میں گفتگو کی۔

بدھ 5 جون: اقراء یونیورسٹی کراچی کے مرکزی کیمپس میں "The Precious Wealth" کے موضوع پر طلبہ اور اساتذہ سے خطاب کیا۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیے۔ قرآنی نصاب اور معمول کی کچھ ریکارڈنگ کے حوالہ سے سرگرمیاں انجام دیں۔

Sacrifice

(A Muslim should be willing to) sacrifice everything for the sake of Allah *(SWT)*. People have made sacrifices for the sake of worldly revolutions. The Communist Revolution would not have come about if people had not laid down their lives and had not endured hardships. Other people cannot even think of how easy it is for a Muslim to lay down his life in the cause of Allah *(SWT)* as he believes in the Hereafter and for him the true life is that of the Hereafter. Hence, what kind of a loss does he face if he sacrifices everything for the sake of Allah *(SWT)*? What he believes is that he will be rewarded many times over in the Hereafter; 700 times over or 1000 times over hence he will not at all suffer a loss. The more staunchly a person believes in the Hereafter the more he will invest himself in the cause. Who would be more unwise than the person if he deposits all his savings in a bank? The bank will, at the most, give him a 10-15% profit on his savings but Allah's *(SWT)* bank is open and gives him an increase of 700%. So what is the point of scrimping and saving here. As Jesus *(AS)* said, "Do not save in this world, here the worm destroys your savings, there are thefts and dacoities. Save in the Heavens where no worm can gnaw and destroy your wealth, where there is no theft or dacoity. And I tell you the truth wherever your assets and possessions are that is where your heart will be". If you have accumulated worldly goods that is where your heart will be entangled. There will be nothing but remorse and regret when the angels would come to take away your soul. It has been narrated in a Hadith that the angels will take away the souls from non-believing materialist persons as if removing pieces of meat with skewers. If your savings have been placed in Allah's *(SWT)* bank, your heart will dwell there. When the angel of death arrives, there will be a smile on your face.

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

I tell you the condition of a Mo'min at the time of his death. He is all smiles.

If you have deposited as savings billions of rupees in a Swiss bank account and you are ordered to leave the country, will you feel any remorse? But if you have not saved anything abroad and you know no one, and then you are ordered to leave, you will definitely feel perplexed and extremely disturbed. It is precisely this unflinching faith in the Hereafter that is beyond comprehension for a large majority of people in this day and age and they are amazed to see Muslims ready to die for their faith. They have seen this strength and courage in Chechnya, Kashmir, Palestine and Afghanistan. These are all signs of a strong belief in the Hereafter.

Ref: An excerpt from English translation of the Book "رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب" by Dr Israr Ahmad *(RAA)*; "The Prophet's Strategy for Islamic Revolution" [Translated by Ms. Bir Gul Khan Bangash, revised by Dr. Absar Ahmad]

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore